خانقاہ حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان ؒ

ماہنامہ

ملیّہ

فیصل آباد
پاکستان

ذوالحج ۱۴۴۷ھ

مئی 2026ء

- حج اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبۂ حجۃ الوداع
  مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی
- مجالس حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ
- قربانی کے احکام
- مجلس نفیس
- بھینس کی قربانی

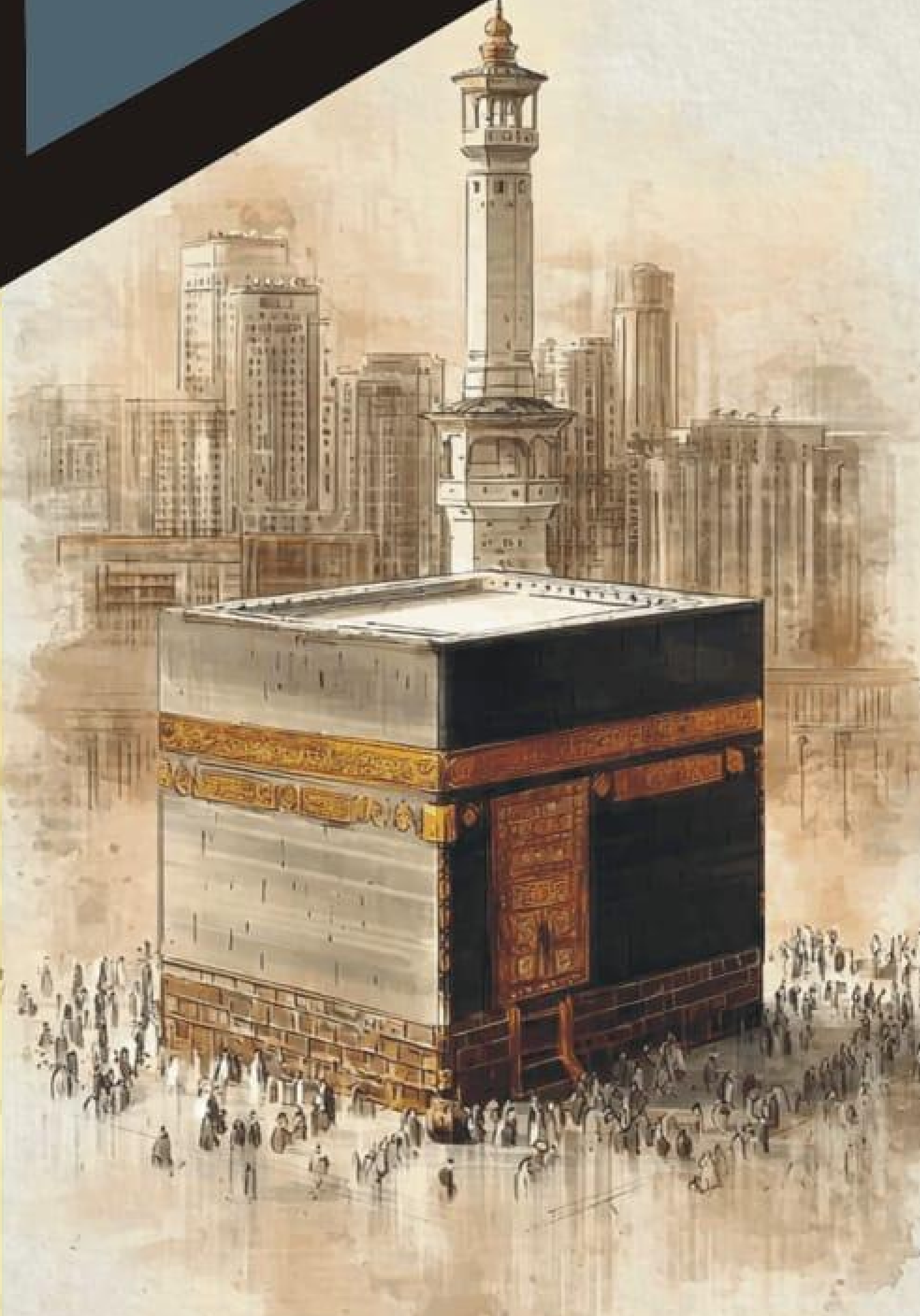

بیاد
ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ فیصل آباد
041-8711569
www.milliafsd.com

ابن انیس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

گدائے الٰہ

الٰہی تیری چوکھٹ پر گدا پھر آج آیا ہے
پریشاں حال ٹوٹا دل یہ اپنے ساتھ لایا ہے
نہیں تیرے سوا حاجت روا کوئی جہاں بھر میں
ترے در سے ہی آکر جس نے پایا جو بھی پایا ہے
ترے لطف و کرم کا ہے یہ عالم ساری خلقت پر
سبھی ہی بھولے بھٹکوں نے یہاں ڈیرہ جمایا ہے
گدائے سوختہ دل کی صدا ہے تیری چوکھٹ پر
بنادے مجھ کو ویسا ہی کہ جیسا تجھ کو بھایا ہے
ترے در پہ اے ساقی جب بھی ہم آئے ہیں تشنہ لب
بڑی شفقت سے تو نے جام زم زم کا پلایا ہے
الٰہی تو پلٹ دے دین و دنیا کے مصائب کو
کہ ہر اِک آہِ تشنہ پر تری رحمت کا سایا ہے
حبیبِ خستہ دل جب بھی ہے آیا تیری چوکھٹ پر
مرادیں جھولی بھر بھر کر یہاں سے ساتھ لایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر اسلامی مہینے کے شروع میں شائع ہوتا ہے

خانقاہ حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمان

مِلّیہ

فیصل آباد پاکستان

ذوالحج ۱۴۴۷ھ

شمارہ نمبر 12 جلد نمبر 22

بمطابق مئی 2026ء

بفیض

قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

امیر ثانی تبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ

حضرت مولانا ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز سید نفیس الحسینی شاہ

فہرست مضامین

* حج اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع — 2
  مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی
* مجالس حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ — 7
* قربانی کے احکام — 9
* احکام عیدالاضحیٰ — 20
* بھینس کی قربانی — مفتی محمد عبداللہ قاسمی — 22
* تاریخ ختم نبوۃ تاریخ کے آئینے میں — 29
* مجلس نفیس — 35
* خواتین کے صفحات — خادمۃ القرآن — 38

مدیر
مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی

مدیر مسئول
مولانا جواد الرحمٰن لدھیانوی

فی شمارہ 80 روپے

پاکستان میں سالانہ 1000 روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ملک 100 امریکی ڈالر

رابطہ کیلئے
معہد ملیہ جامعہ ملیہ اسلامیہ
محلہ خالصہ کالج P.O مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد پاکستان
041-8711569,
0321-6611910

ناشر: حبیب الرحمٰن لدھیانوی
مطبع: ظفر ابوالفضل پرنٹنگ پریس فیصل آباد

حج اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع

حماد الرحمن لدھیانوی

ذوالحج، حج والا مہینہ ہے جس میں مسلمان ایک عظیم فرض جسے حج کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے، اسے ادا کرتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا آخری حج جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے جب ادا کیا، تو آپ نے اس عظیم الشان اجتماع کے موقع پر مختلف گروہوں اور قبائل کو ارشادات اور نصیحتیں فرمائیں، اور حج کا بنیادی خطبہ بھی ارشاد فرمایا چنانچہ ان خطبات کو اصحاب سیر نے جمع فرمایا اور آپ کے ان خطابات کو خطبہ حجۃ الوداع سے ہم تک پہنچادیا۔

اس کا مکمل واقعہ ذکر کیا جاتا ہے، کہ فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو تمام الائشوں سے پاک فرمایا، پھر آپ نے عمرہ ادا کیا مگر ابھی تک آپ نے باقاعدہ حج نہیں کیا تھا، اس لیے آپ نے ۱۰ ہجری میں حج کرنے کا اعلان فرمایا، سورہ عصر کے نازل سے آپ نے سمجھ لیا تھا کہ اب میری زندگی کا مشن پورا ہو چکا ہے اور وصال کا وقت قریب آچکا ہے، صرف حج کا عمل ہی باقی ہے جس کو عملی شکل میں امت کے سامنے پیش کرنا ہے، چنانچہ آپ نے تمام قبائل میں اعلان کرادیا کہ جو شخص زیارت کعبہ کی سعادت چاہتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریکِ سفر ہو سکتا ہے، اس اعلان کے بعد مدینہ کے اطراف سے قافلے آنا شروع ہو گئے اور تقریباً ایک لاکھ چودہ ہزار کے لگ بھگ مسلمان جمع ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۶ ذیقعدہ کو حج کے روانہ ہو گئے، مسلمانوں کے علاوہ آپ کے ساتھ ازواج مطہرات بھی تھیں اور قربانی کے سو جانور تھے، آپ نے مدینہ سے چھ میل دور ذوالحلیفہ کے مقام پر احرام باندھا اور پھر روانہ ہوئے، مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر سرف کے مقام پر قیام کیا اور ۴ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، خانہ کعبہ پر نظر پڑی تو فرمایا: ”اے خدا! اس گھر کو زیادہ شرف اور عزت عطا فرما“

اس کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کیا اور پھر صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگائے جن کے پاس قربانی کے جانور نہ تھے انہوں نے بال منڈوا کر احرام اتار لیا اور عمرہ پورا کیا، باقی لوگوں نے قربانی دے کر پورا حج ادا کیا۔ ۸/ ذوالحج کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مکہ سے ''منیٰ'' میں تشریف لائے، یہی پر شب باشی کی، دوسرے دن صبح کی نماز ادا کر کے میدان عرفات تشریف لائے، اس دوران آپ ہر موقع پر مسائل حج کی وضاحت کرتے رہے اور کہتے رہے کہ حج کے مسائل سیکھ لو، میں نہیں جانتا، شاید کہ اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔

نبی کریم کا یہ آخری حج تھا اس لیے اسے ''حجۃ الوداع'' کہتے ہیں، نیز یہیں شرعی احکام کی تکمیل کے احکام نازل ہوئے، اس لیے اس کی تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت ہے عرفات کے مشرقی جانب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں آرام فرمایا، پھر ظہر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مشہور خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ خطبہ تاریخ اسلام میں مذہبی اور سیاسی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ قارئین کرام کے لیے پیش خدمت ہیں۔

حمد و ثنا کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱)...... لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ آئندہ میں اور تم کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہ ہوں گے۔

(۲)...... لوگو! ہاں۔ آج جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔

(۳)...... لوگو! ہاں۔ بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔

(۴)...... ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(۵)...... تمہارے غلام جو خود کھاؤ، وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو، وہی ان کو پہناؤ۔ یعنی غلاموں سے مساوی سلوک کرو۔

(۶)...... جاہلیت کے تمام خون اور انتقام باطل کردیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کی ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں۔یعنی معاف کرتا ہوں۔

(۷)...... لوگو! عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو، تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔

(۸)...... جاہلیت کے تمام سود باطل کردیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود یعنی عباس رضی اللہ عنہ کا سود باطل کرتا ہوں۔

(۹)...... تمہارا خون اور تمہارا مال قیام تک اسی طرح حرام ہے۔جس طرح یہ دن، اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے۔

(۱۰)...... میں تم میں ایک چیز چھوڑ جاتا ہوں، اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہونگے، وہ چیز ہے قرآن مجید یعنی اللہ کی کتاب۔

(۱۱)...... اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، اب کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے، لڑکا اس شخص کا ہے جس کے بستر سے پیدا ہو، زنا کار کے لیے پتھر ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔

(۱۲)...... جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے اور جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف اپنی نسبت کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

(۱۳)...... لوگو! عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں، قرض ادا کیا جائے، عاریت واپس کی جائے، عطیہ لوٹایا جائے، ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

(۱۴)...... مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے، باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور بیٹے کے جرم کا باپ جوابدہ نہیں۔

(۱۵)...... اگر ناک کٹا حبشی بھی تمہارا امیر ہو اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت کرو۔

(۱۶)...... لوگو! نہ تو میرے بعد اور کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔خوب سن

لو، تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو، سال بھر میں ایک ماہ رمضان کے روزے رکھو، مال کی زکوٰۃ خوشی سے ادا کرو، خانہ کعبہ کا حج کرو، اپنے حکام اور امیر کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو نگے۔

مندرجہ بالا احکام فرما کر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم مجمع سے مخاطب ہوئے اور سوال کیا: تم سے جب اللہ میرے متعلق پوچھے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ "ہم کہیں گے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رسالت و نبوت کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔" اس کے بعد آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا "اے خدا! تو گواہ رہنا، اے خدا! تو گواہ رہنا، اے خدا! تو گواہ رہنا" عین اس وقت جب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نبوت کے فرائض فرما رہے تھے، تو یہ آخری آیت نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

ترجمہ: آج ہم نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لیے مذہب اسلام کو پسند کیا۔

خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی، پھر اونٹنی پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے۔ کھڑے ہو کر دیر تک دعا کرتے رہے، غروب آفتاب کے وقت یہاں سے قبلہ رو روانہ ہوئے، مزدلفہ پہنچ کر مغرب کی نماز ادا کی، رات بھر آرام کر کے فجر کی کے نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے کوچ فرمایا، راستے میں لوگ حج کے مسائل پوچھتے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے جواب فرماتے۔

خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت

خطبہ حجۃ الوداع تعلیمات اسلامی کا خلاصہ ہے، اس میں بہت سے مذہبی اور اخلاقی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس خطبے میں درج ذیل نکات کی خاص طور پر وضاحت کی گئی ہے:

(۱) اسلامی مساوات کی تلقین پر زور دیا گیا ہے، رنگ و نسل کے تمام امتیازات کو ختم کر دیا گیا ہے۔

(۲) ایک دوسرے کے حقوق کی پوری نشاندہی فرمائی گئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی مال و جان اور آبرو پر ہاتھ ڈالنا حرام فرمایا۔

(۳) مسلمانوں کو نظم و ضبط کی تلقین کی گئی، نیز اطاعت امیر پر بھی زور دیا گیا۔

(۴) مظلوموں، بیواؤں اور یتیموں کے حقوق کی نگہداشت کا حکم دیا گیا کیونکہ ان کی نگہداشت سے معاشرہ بہت سے گناہوں اور بے اعتدالیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۵) امن و آشتی کی تعلیم دی گئی کیونکہ یہ بات تہذیب و تمدن اور سماجی ترقی کی بنیاد ہے۔

(۶) مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق کی نشاندہی کی گئی اور ایک دوسرے کو ان کی پاسداری کا حکم دیا گیا۔

(۷) اسلام کی بنیادی اعمال کی ادائیگی پر زور دیا گیا مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ کو ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

(۸) ایام جاہلیت کے تمام غلط قوانین اور رسم و رواج کو ختم کر دیا، خاص طور پر خاندانی انتقام کی رسم اور سود خوری کی رسم کو منسوخ کر کے نہ صرف عربوں کی خانہ جنگی کو ختم کر دیا گیا بلکہ غریبوں کو ظلم و ستم سے نجات دلائی گئی۔

(۹) رنگ و نسل اور قومیت کے جھوٹے امتیازات کو مٹا کر اسلامی معاشرے میں اخوت پر زور دیا گیا۔

(۱۰) مسلمانوں کو ناانصافی سے منع کیا گیا اور مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ وہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہیں، نیز نیک باتوں کی تعلیم کو پھیلانے کے لیے کہا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ حاضر صحابہ کرامؓ غائبوں تک یہ پیغام پہنچائیں کہ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے۔

مجالس
سید الطائفہ قطب العالم قطب الاقطاب
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ

بروز جمعۃ المبارک ۹ محرم ۶۸ھ ۲ نومبر ۴۸ء رامپور سٹیٹ

آج حضرت والاؒ صبح کی سیر کیلئے تشریف نہیں لے گئے اور مجلس منعقد رہی، مولانا عبدالوہاب صاحب کے بھائی صاحب نے عرض کیا کہ جولوگ بیعت نہیں مگر تبلیغی جماعت میں جاتے اور دیکھا دیکھی ذکر کرنے لگتے ہیں، ان کا ذکر کرنا درست ہے یا نہیں؟

حضرت والاؒ نے فرمایا کہ ان کو چاہیے کہ اگر بیعت ہیں تو ذکر اپنے شیخ سے دریافت کریں اور اگر بنا پوچھے کریں گے تو زیادہ کرنے سے اور ڈھنگ نہ جاننے کے باعث نقصان بھی ہوسکتا ہے مگر سادہ طور پر ''اللہ اللہ'' کرنا ہر طرح مفید ہے اور اس کا اچھا اثر ضرور نمودار ہوسکتا ہے۔

میرا تو یہ خیال ہے کہ یہی جماعت شیخ کا حکم رکھتی ہے اور شیخ کا مطلب اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا ہے۔

پس جماعت کی صحبت سے بھی اچھا اثر ہوگا؛ نیز فرمایا کہ جماعت والوں کو اور جو اس میں نئے آدمی بھی آئے ان کو کبھی کبھی موقع نکال کر حضرت نظام الدین مولوی محمد یوسف کے پاس ضرور جانا چاہیے؛

اس لیے نہیں کہ ان سے بیعت ہی ضرور ہوں بلکہ بیعت ہوں یا نہ ہوں، ان کے ہاں جو ذاکرین کا مجمع ہوتا ہے ان کی صحبت اور برکت بڑی نعمت اور غنیمت ہے،

میں بھی وہاں جانے کی تمنا رکھا کرتا ہوں اور جاتا ہوں، حضرت شیخ الحدیث صاحب کے ہاں جانا چاہیے وہاں جانا بھی مفید ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند　　　صحبت طالع ترا طالع کند

حضرت اقدسؒ نے اس مجلس کے بعد حجامت اور غسل فرمایا اور ساڑھے دس بجے اکرام رضا

صاحب دونفیس کاریں لائے اور اپنے مکان پر لے گئے۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو ایک صاحب مستجاب احمد صاحب حاضر ہوئے۔نواب اکرام رضا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ صاحب بھی یہاں کی آئین ساز اسمبلی کے ممبر ہیں اور حضرت مدنیؒ کے خاص خادم ہیں۔

آج مغرب کے بعد کی مجلس میں نہایت گرامی قدر ارشادات دوبارہ سیاست اور تصوف پر ارشاد فرمائے۔

مولانا عبدالوھاب صاحب نے قبض وبسط کے متعلق عرض کیا جو سالک کو پیش آتے ہیں۔ حضرت والاؒ نے سالکین کے قبض وبسط پر فرمایا کہ قبض وبسط سالک کیلئے ضروری ہے اور طبائع کے مطابق کمی زیادتی ہوتی اور اس کے اسباب اور فرمایا کہ سالک گھبرائے نہیں اور بعض احتیاطوں اور علاجوں پر کاربند ہونے کو فرمایا۔

۱۰رمحرم ۶۸ھ بروز ہفتہ ۱۳رنومبر ۴۸ء رامپور سٹیٹ

آج صبح کی نماز سفر کے خیال سے اول وقت قیام گاہ پر پڑھ لی،نواب اکرام رضا کی کار پر اسٹیشن کے متصل محلّہ میں محمود احمد صاحب دوکاندار کے ہاں چائے دوبارہ نوش کی گئی۔

رامپوری حضرات سے گئے حضرات کا مجمع ہو گیا اور مجیب صاحب بجنوری بھی حاضر ہوئے اور مولانا محمد صاحب سورتی کے والد کا ارادہ رائے پور جانے کا تھا۔حضرت والاؒ اور ہم سب گاڑی پر سوار ہو کر دوپہر سے پہلے بانس بریلی پہنچے۔

حکیم محمد صدیق صاحب کے ہاں سے کھانا کھایا اور پھر حکیم عبدالرشید صاحب کے ہاں تشریف لے گئے اور ظہر کے بعد تک وہاں تشریف فرمارہے۔

یہاں کی مجالس میں مولوی عبدالرؤف صاحب جمعیۃ العلماء کے گڈول مشن کے رکن بھی حاضر ہوتے رہے۔

قربانی کے احکام احکامِ عید الاضحیٰ

(۱) جتنے مال پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے اتنے مال پر بقر عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے (درمختار)۔ اور اگر اتنا مال نہ ہو تو اس پر قربانی واجب تو نہیں ہے لیکن اگر پھر بھی کردے تو بہت ثواب ہے۔

ف: قربانی کے دنوں میں جانور کے ذبح کرنے سے ہی قربانی ادا ہوتی ہے۔ جانور کے زندہ صدقہ کرنے یا اس کی قیمت کو خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے اور صدقہ، خیرات علیحدہ ثواب کا کام ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک عبادت کے ادا کرنے سے دوسری مستقل عبادت ادا نہیں ہوا کرتی، اس لئے صدقہ خیرات کرنے سے قربانی بھی ادا نہیں ہوتی، جیسے صدقہ یا زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ حج ادا ہوتا ہے نہ نماز ادا ہوتی ہے۔

(۲) مسافر شرعی جو اڑتالیس میل کی مسافت کے ارادہ سے سفر شروع کر چکا ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (درمختار)

(۳) اتنا مال جس پر قربانی واجب ہوتی ہے اگر کسی کی ملکیت میں بقر عید کی بارہ تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی آیا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ البتہ اگر اُس نے اتنے مال کے ملکیت میں آنے سے پہلے قربانی کر دی تھی اور پھر بارہ تاریخ کے غروب سے پہلے مالدار ہو گیا تو بھی پہلی قربانی ہی کافی ہے (شامی)۔ اسی طرح کوئی مسافر بارہ تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے اپنے گھر آ گیا ہو یا کسی جگہ اس نے پندرہ روزہ قیام کا ارادہ کر لیا ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہو جائے گی۔ (شامی)

(۴) قربانی جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اگر کسی عورت کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو عورت پر بھی قربانی واجب ہے۔

(۵) جو مسلمان مرد یا عورت اتنے مال کا مالک ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے

جب تک اتنا مال اس کی ملکیت میں رہے گا اس پر ہر سال قربانی واجب ہوگی۔صرف ایک سال قربانی کر دینا کافی نہیں ہے۔

(۶) اگر کئی بھائی مشترک کاروبار کرتے ہوں اوران کا کھانا پینا اوراخراجات بھی مشترک ہوں تو جو کچھ مال اس مشترک کاروبار سے حاصل ہو اس میں سے اگر ہر بھائی کے حصہ میں اتنا مال آتا ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ہر بھائی کے ذمہ جدا جدا قربانی واجب ہوگی اوراگر اتنے مال سے کم حصے میں آتا ہو تو کسی کے ذمہ بھی واجب نہیں ہے۔(از فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۰ ج ۲)

(۷) اگر والد کی موجودگی میں اس کے ساتھ شریک ہو کر کئی بیٹے کاروبار کرتے ہوں اور کھانا پینا سب کا ایک جگہ ہو تو یہ کل مال والد کا ہوگا اوراسی کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔ہاں اگر کسی بیٹے کی ملکیت میں کسی اور ذریعہ سے بقدرِ نصاب مال ہو یا کسی بیٹے کی بیوی کی ملکیت میں بقدرِ نصاب ہو تو اس بیٹے یا اس بیٹے کی بیوی پر علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔(از فتاویٰ دارالعلوم :ص ۲۳۰ ج ۲)

قربانی صرف اپنی طرف سے کرنی واجب ہے۔اولاد یا بیوی کی طرف سے قربانی کرنی واجب نہیں ہے۔اگر ان کی ملکیت میں بقدرِ نصاب مال ہوگا تو ان پر بھی اُن کے مال میں سے قربانی واجب ہوگی۔اگر کوئی شخص اپنی بیوی یا بالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو جب تک ان کی اجازت نہ ہو ان کی طرف سے واجب قربانی ادا نہ ہوگی۔ہاں اگر وہ ہمیشہ ان کی طرف سے قربانی کیا کرتا ہے تو عادتاً ان کی طرف سے اجازت سمجھی جائے گی۔(شامی)

قربانی کا وقت

(۸) بقر عید کی دسویں سے لے کر بارہویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے۔ان دنوں میں جس وقت چاہے قربانی کرے،مگر رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں ہے۔اور سب سے افضل بقر عید کا دن ہے،پھر گیارہویں پھر بارہویں تاریخ ہے۔لیکن شہروں میں بقر عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنی درست نہیں ہے اور دیہات میں

دسویں کی صبح صادق کے بعد بھی قربانی کر دینا درست ہے۔ (درمختار)

(۹) شہر میں اگر کسی نے بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ قربانی کرنا ضروری ہے۔ (شامی)

(۱۰) جس شہر میں عید کی نماز کئی جگہ پڑھی جاتی ہو وہاں قربانی کے صحیح ہونے کیلئے صرف ایک جگہ نماز کا ہو جانا کافی ہے۔ (شامی) شہر میں نمازِ عید کے بعد قربانی کی گئی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ عید کی نماز کسی وجہ سے نہیں ہوئی۔ مثلاً امام بغیر طہارت تھا تو قربانی ہوگئی۔ (درمختار) اگر گواہی کی بنا پر عید کی نماز پڑھی گئی اور قربانی کی گئی پھر ظاہر ہوا کہ گواہی غلط تھی اور وہ نویں کا دن تو قربانی درست ہوگئی (درمختار)۔ اگر کسی عذر سے، پہلے دن شہر میں بقرعید کی نماز نہیں پڑھی گئی تو نماز کا وقت گزرنے پر زوال کے بعد قربانی جائز ہے اور گیارہویں اور بارہویں کے دن زوال سے پہلے بھی قربانی کر سکتے ہیں (درمختار)۔ قربانی کا جانور اگر شہر میں ہے تو پھر چاہے قربانی کرنے والا گاؤں میں ہو نمازِ عید سے پہلے ذبح کرنا درست نہیں ہے اور اگر قربانی گاؤں میں ہو تو اس کا نمازِ عید سے پہلے صبح صادق کے بعد ذبح کرنا جائز ہے۔ (شامی) اگر قربانی کی تاریخ میں شک واقع ہو جائے تو مستحب ہے کہ تیسرے دن سے پہلے قربانی کرلے اور اگر تیسرے دن ہی قربانی کی تو پھر مستحب یہ ہے کہ وہ قربانی ذبح کر کے مسکینوں کو تقسیم کر دی جائے اور اس میں سے خود نہ کھایا جائے۔ (عالمگیریہ)

قربانی کا جانور

(۱۱) بکری، بکرا، بھیڑ، دُنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اُونٹی، اُونٹ صرف ان جانوروں کی ہی قربانی جائز ہے۔ مرغی یا مرغا قربانی کی نیت سے ذبح کرنا مکروہ تحریمی ہے

قربانی کے جانور کی عمر:

(۱۲) بکری، بکرا سال بھر سے کم، گائے، بیل، بھینس، بھینسا دو سال سے کم اور اُونٹ اُونٹنی پانچ سال سے کم عمر کا جائز نہیں ہے اور بھیڑ، دنبہ چکتی دار ہو یا بے چکتی ہو، اگر ایسا فربہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کا بھی جائز

ہے۔(درمختار)اور اگر ایسا فربہ نہ ہو تو پھر سال بھر سے کم کا جائز نہیں۔(شامی)

(۱۳) بکری، بکرا، بھیڑ، دُنبہ کو صرف ایک شخص کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے اور گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اُونٹنی، اُونٹ میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔اس سے زیادہ شریک نہیں ہو سکتے اور سات سے کم دو چار، چھ جتنے بھی ہوں، کچھ حرج نہیں۔بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت یا تو قربانی کرنے کی ہو پھر چاہے سب حصہ داروں کی نیت واجب قربانی کی ہو یا بعض کی نفلی اور بعض کی واجب کی نیت ہو یا بعض کی قربانی کی نیت ہو اور بعض کی عقیقہ یا ولیمہ نکاح کی ہو۔(درمختار وشامی)واجب قربانی کی ادائیگی کیلئے تو ہر شخص کا پورا بکرا وغیرہ یا گائے وغیرہ کا ساتواں حصہ ہونا ضروری ہے۔لیکن ایصال ثواب کیلئے ایک قربانی کر کے اس کا ثواب کئی شخصوں کو پہنچایا جاسکتا ہے۔

(۱۴) بہتر یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو تمام حصہ دار مل کر خریدیں یا پھر ایک حصہ دار دوسرے حصہ داروں کی اجازت حاصل کر کے خریدے۔(شامی) اگر کسی شخص کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر مقرر کر لیا گیا ہو تو اگر ذبح کرنے سے پہلے اس کی اجازت حاصل کر لی گئی تب تو قربانی درست ہو جائے گی ورنہ دوسرے حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔ہاں اگر کسی کی طرف سے قربانی کر کے اُس کو ثواب پہنچانا چاہے تو اس کی اجازت کی ضرورت نہیں۔دوسرے کی طرف سے واجب قربانی ادا ہونے کیلئے اس کی اجازت شرط ہے۔(شامی)

(۱۵) جو جانور کسی کو حصہ پر پرورش کیلئے دیا گیا ہو تو یہ جانور اس پرورش کرنے والے کی مِلک نہیں ہے اس لیے اس کو پرورش کرنے والے سے نہ خریدا جائے بلکہ اصل مالک سے خریدا جائے۔(شامی)

(۱۶) قربانی کا جانور خریدتے وقت اگر اوروں کو بھی شریک کرنے کا ارادہ ہو تو دوسروں کو شریک کر سکتا ہے اور اس میں کراہت بھی نہیں ہے۔اور اگر خریدتے وقت صرف اپنی طرف سے ہی ذبح کرنے کا ارادہ تھا تو اب امیر کیلئے جس پر قربانی واجب ہے

دوسرے کو شریک کرنا مکروہ ہے اور غریب کیلئے جس پر قربانی واجب نہیں تھی دوسرے کو شریک کرنا درست نہیں۔ لیکن اگر وہ دوسرے کو شریک کرے گا تو شرکت کرنے والے کی قربانی درست ہو جائے گی۔ مگر اس غریب پر واجب ہے کہ جتنے بھی حصے دوسروں کو دیئے ہیں اتنے حصے کسی دوسرے جانور میں سے قربانی کرے، اگر قربانی کے دن باقی ہوں۔ ورنہ اتنے حصوں کی قیمت مسکینوں کو خیرات کردے۔ (شامی)

(۱۷) اگر کوئی شخص اپنے مملوکہ جانور میں اپنے لیے ساتواں حصہ رکھ کر دوسرے حصوں کو فروخت کرنا چاہتا ہو تو اس کیلئے یہ بھی جائز ہے۔

(۱۸) اگر قربانی کے تین دنوں میں خرید کر جانور کو قربانی کیلئے متعین کردیا گیا ہو، اب اس کے بدلہ میں دوسرا جانور اتنی ہی قیمت سے خرید کر قربانی کرنا بھی مکروہ ہے، اور اگر اس سے کم قیمت پر خریدا ہو تو باقی رقم صدقہ کرے۔ (شامی)

(۱۹) قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور اگر مر گیا تو غریب پر جس پر قربانی واجب نہیں تھی دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں اور امیر جس کے ذمہ قربانی واجب ہے اس پر دوسرا جانور خرید کر قربانی دینا واجب ہے۔ (درمختار)

(۲۰) یہی حکم ہے ایسے جانور کے گم ہو جانے یا چوری ہو جانے کی صورت میں، یعنی غریب پر دوسرے جانور کی قربانی نہیں اور امیر پر دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے۔ لیکن اگر غریب نے دوسرا جانور خرید لیا تو اس پر خریدنے کی وجہ سے دوسرے جانور کی قربانی ضروری ہو جائے گی۔ غریب کو اگر پہلا گم شدہ جانور بھی مل جائے تو وہ دونوں کی قربانی کرے گا۔ بخلاف امیر کے کہ پہلے جانور کے مل جانے کی صورت میں بھی اس پر صرف ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہے۔ پھر اگر دونوں کی قیمت برابر ہے تو جس ایک کو چاہے ذبح کردے اور اگر دونوں کی قیمتوں میں کمی بیشی ہے تو اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو چاہے اس کی قیمت دوسرے سے کم ہو، اس صورت میں صدقہ لازم نہیں ہے اور اگر دوسرے جانور کو ذبح کیا اور اس کی قیمت پہلے جانور سے کم تھی تو جتنی قیمت کم تھی اتنی قیمت کا صدقہ دے۔ یہ صدقہ کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ وہ گم شدہ جانور دوسرے

جانور کے ذبح کرنے سے پہلے مل گیا ہو۔ اور اگر دوسرا جانور پہلے ذبح کر دیا گیا ہو، بعد میں گم شدہ ملا ہو تو یہ صدقہ کا حکم نہیں ہے۔ اگر چہ دوسرے جانور کی قیمت پہلے سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

اگر فقیر نے بکری قربانی کی نیت سے نہیں خریدی بلکہ اس کی گھر کی تھی یا کسی اور طریقہ سے اس کو حاصل ہوئی تھی، پھر اس نے قربانی کی نیت کر لی تو اس نیت سے قربانی واجب نہیں ہوتی۔ خریدتے وقت اگر قربانی کی نیت ہو تو واجب ہوتی ہے۔

(۲۱) جو شخص قربانی کیلئے جانور متعین کر کے یا کسی جانور میں حصہ خرید کر فوت ہو گیا ہو، اب اگر اس کے سب وارث بالغ ہو تو سب کی اجازت سے قربانی جائز ہے۔ اگر ایک وارث بھی اجازت نہ دے گا تو قربانی نہ ہوگی۔ کیونکہ اب وہ جانور یہ حصہ متوفی کے سب وارثوں کی ملکیت میں آ گیا ہے اور اگر اس کے وارثوں میں کوئی فرد نابالغ بھی ہے تو اب اس جانور کی قربانی نہ کی جائے، کیونکہ نابالغ کی اجازت معتبر نہیں ہے۔ (درمختار و شامی)

(۲۲) جانور کے خریدتے وقت قربانی کی نیت تھی مگر ذبح بغیر نیت کے کر دیا تو قربانی ہو جائے گی۔ خریدتے وقت جو نیت تھی وہی کافی ہے۔ (عالمگیریہ)

اس جانور کا فروخت کرنے والا اس کی عمر پوری بتلاتا ہے اور ظاہری حالات اس کے بیان کو جھٹلاتے نہیں تو اس کا اعتبار کر لینا جائز ہے۔

(۲۳) قربانی کے جانور پر بوجھ نہ لادے، سواری نہ کرے اور اس کو کرائے پر نہ دے، اس کا دودھ استعمال نہ کرے بلکہ اس کو صدقہ کر دے۔ اسی طرح اس کے بال اور اُون کا کترنا مکروہ ہے۔ اگر قربانی کرنے سے پہلے کتر لیے تو صدقہ کر دے۔ (درمختار) ہاں اگر دودھ اور اُون بیچ کر اسی جانور کیلئے چارہ گھاس وغیرہ خرید لیا تو جائز ہے۔ (عالمگیریہ)

قربانی کے عیب

(۲۴) جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا بعد میں ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی

قربانی جائز ہے۔ ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو جائز نہیں۔ (درمختار)

(۲۵) جس جانور کے چھوٹے چھوٹے کان ہوں اس کی قربانی جائز ہے اور اگر ایک یا دونوں کان پیدائشی نہ ہوں یا ایک کان پورا کٹا ہوا ہو تو جائز نہیں ہے۔ (درمختار و شامی)

(۲۶) جس جانور کے دونوں کان تھوڑے تھوڑے کٹے ہوئے ہوں یا کان میں کئی سوراخ ہوں جو جمع کرنے سے تہائی سے زیادہ ہو جاتے ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ اس جانور کی قربانی نہ کرے۔ اسی طرح کان یا دُم تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی ناجائز ہے۔ (شامی)

(۲۷) جو جانور اندھا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی بینائی تہائی سے زیادہ جاتی رہے تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خان) اور اگر آنکھ کی نگاہ ترچھی ہو تو قربانی جائز ہے۔ (عالمگیریہ)

(۲۸) جس جانور کی ناک کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ (عالمگیریہ)

(۲۹) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے اور اگر اس قدر باقی ہیں کہ گھاس وغیرہ چر سکتا ہے تو جائز ہے۔ (درمختار و شامی)

(۳۰) جس جانور کی زبان تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی)

(۳۱) مخنث جانور کی قربانی جائز نہیں۔ (درمختار)

(۳۲) جس جانور کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہو اور جماع کرنے سے عاجز ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (شامی)

(۳۳) خصی جانور کی قربانی درست بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

(۳۴) جس جانور کے تھن بالکل کٹے ہوئے ہوں یا ایک تھن تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو اُس کی قربانی جائز نہیں اور اگر بیماری کی وجہ سے بھیڑ، بکری کا ایک تھن یا گائے اور بھینس اور اونٹنی کے دو تھن سوکھ گئے ہوں تو قربانی جائز نہیں۔ یہی حکم ہے اگر تھن کا سر کٹ گیا ہو اور اگر بیماری کے بغیر دودھ سوکھ گیا ہو تو جائز ہے۔ (شامی)

(۳۵) جس جانور کا پاؤں کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی)

(۳۶) جو جانور ایسا لنگڑا ہو کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا زمین پر نہیں رکھ سکتا یا رکھ

سکتا ہے مگر اس کے ساتھ ہل جل نہیں سکتا تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اور اگر چوتھا پاؤں ٹیک کر چل سکتا ہے تو جائز ہے۔ (شامی)

(۳۷) ایسے دُبلے کمزور جانور کی قربانی ناجائز ہے جس کی ہڈی میں گودا نہ رہا ہو، اگر اتنا کمزور نہ ہو تو جائز ہے۔ (شامی)

(۳۸) مجنون جانور اگر چل پھر سکے اور جس جانور کو خارش (کھجلی) ہو اور موٹا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (درمختار) اور اگر دونوں اتنے کمزور ہو گئے ہوں کہ ان کی ہڈی میں گودا نہ رہا ہو تو پھر قربانی جائز نہیں ہے۔

(۳۹) جو جانور زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے بچہ دینے کے قابل نہیں ہے اور جس کو کھانسی ہو اور جس کے بدن پر گرم لوہے سے داغ دیا گیا ہو اور جس کا کان چرا ہوا ہو یا اُس میں سوراخ ہو، بشرطیکہ سوراخ کان کی تہائی سے کم ہو، ان کی قربانی جائز ہے۔ (شامی)

(۴۰) مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور میں جائز عیبوں میں سے بھی کوئی عیب نہ ہو۔ (شامی)

(۴۱) اگر قربانی کے جانور کو خریدنے کے بعد کوئی ایسا عیب لگ گیا کہ جس سے قربانی نہیں ہو سکتی تو قربانی کرنے والا اگر غنی ہے جس پر قربانی واجب ہے تو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر غریب ہے تو اس کو ذبح کر دے۔ (درمختار)

(۴۲) اگر خریدتے وقت وہ جانور عیب دار تھا تو غریب کیلئے اسی حالت میں اس کی قربانی جائز ہے اور امیر کیلئے اس وقت جائز ہے جب کہ اس کا عیب جاتا رہا ہو۔ مثلاً پہلے بہت کمزور اور لاغر تھا بعد میں موٹا ہو گیا ہو۔ (شامی)

مسائلِ ذبح

(۴۳) اگر جانور کو ذبح کرتے وقت گرنے یا تڑپنے سے کوئی ایسا عیب لگ گیا جو قربانی کو مانع ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (درمختار)

(۴۴) حاملہ جانور کی قربانی درست ہے۔ البتہ جو جانور بچہ دینے کے قریب ہو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (شامی)

اگر قربانی کے جانور کے بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کو زندہ ہی صدقہ کر دینا مستحب ہے اور اگر ذبح کر دیا تو اس کا گوشت نہ کھائے بلکہ صدقہ کر دے اور ذبح کرنے سے اُس کی قیمت میں جو زندہ ہونے کی صورت میں تھی جو کمی واقع ہوئی اتنی رقم بھی صدقہ کر دے۔ اور اگر گوشت کھا لیا تو اس کی قیمت بھی صدقہ کرے۔ اور اگر اس بچہ کو اس خیال پر رکھ لیا کہ آئندہ سال قربانی کروں گا تو یہ ناجائز ہے۔ (شامی)

(۴۵) مستحب ہے کہ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر خود ذبح نہ کر سکے تو دوسرے کو حکم کرے اور خود ذبح کے وقت حاضر رہے۔ (درمختار)

ف: اگر وہاں کوئی غیر محرم نہ ہو تو عورت کو بھی اپنی قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے۔ ورنہ پردہ ضروری ہے۔ (افادۃ العوام مؤلفہ حضرت مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلویؒ)

(۴۶) قربانی کی کھال اور گوشت وغیرہ سے قصاب کو اُجرت دینا منع ہے۔ (درمختار)

(۴۷) قربانی کرنے والے نے ذبح کرنے والے کے ساتھ ذبح کیلئے چھری ہاتھ میں پکڑی۔ اب ذبح کے وقت ان دونوں میں سے اگر ایک نے بھی دانستہ بسم اللہ چھوڑ دی تو جانور حرام ہو جائے گا۔ (درمختار)

(۴۸) مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو پہلے چند روز گھر باندھ رکھے اور اس کو جھول پہنائے اور اس کے گلے میں قلادہ یعنی چمڑے وغیرہ کا کوئی ٹکڑا لٹکائے اور ذبح کرتے وقت اُسے آرام اور نرمی کے ساتھ لٹائے۔ چھری کو پہلے اچھی طرح تیز کرے اور ذبح کے بعد جب جانور ٹھنڈا ہو تب اس کی کھال اُتارے۔ اس سے پہلے کھال اُتارنا مکروہ ہے۔ اسی طرح جانور کو لٹا کر اس کے سامنے چھری تیز کرنا یا بلا ضرورت تکلیف دینا مکروہ ہے اور روح نکلنے سے پہلے حرام مغز تک چھری پہنچا کر سر الگ کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیریہ)

(۴۹) ذبح کرنے والے کو ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنتِ موکدہ ہے۔ اس کا ترک بغیر عذر مکروہ ہے۔ (درمختار)

تنبیہ: مرتد، زندیق، قادیانی کا ذبیحہ حرام ہے۔ ان سے ذبیحہ نہ کرائیں، نہ قربانی کے موقع پر نہ اور کسی وقت۔

قربانی کا گوشت اور کھال

(۵۰) قربانی کے گوشت کا خود کھانا اور رشتہ داروں، مال داروں میں تقسیم کرنا اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرنا سب جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تہائی گوشت سے کم خیرات نہ کرے۔ لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ (درمختار) البتہ منّت (نذر) کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کرنا ضروری ہے۔ اس میں سے نہ خود کھا سکتا ہے نہ امیروں کو دے سکتا ہے۔ (درمختار)

(۵۱) کسی نے میت کو ثواب پہنچانے کیلئے اپنے مال کی قربانی کی تو اس گوشت میں سے کھانا کھلانا تقسیم کرنا سب درست ہے اور اگر میت کی وصیت پر اس کے ترکہ میں سے قربانی کی گئی ہو تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا واجب ہے۔ (درمختار)

(۵۲) اگر کسی شخص نے پچھلے سال کی فوت شدہ قربانی کی نیت سے کسی جانور میں شرکت کی تو اس قربانی کا سارا گوشت خیرات کرنا واجب ہے۔ نہ اس شخص کو استعمال کرنا جائز ہے نہ اس کے دوسرے حصہ داروں کو جائز ہے۔

(۵۳) قربانی کا گوشت بیچنا مکروہ ہے۔ (درمختار) اسی طرح قربانی کے سری، پائے، اور اس کی چربی کا بیچنا حلال نہیں۔ اگر کسی نے ان چیزوں کو بیچ دیا ہو تو ان کی قیمت کو صدقہ کرے۔ (فتاوی دارالعلوم بحوالہ عالمگیری)

(۵۴) قربانی کے ذبح ہو جانے کے بعد اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے حصہ کے دام کسی سے لے کر اپنا حصہ اس کو دے دے تو یہ جائز نہیں۔

(۵۵) قربانی کی کھال کا بعینہ ڈول، مصلّٰی وغیرہ بنا کر خود استعمال کرنا بھی جائز ہے اور کسی امیر کو دے دینا بھی جائز ہے اور اگر اس کھال کو ایسی چیز سے تبدیل کر لیا کہ بعینہ اس چیز کے وجود سے کچھ مدت تک نفع حاصل ہو سکتا ہو جیسے مشک، چھلنی، جائے نماز، کپڑا وغیرہ تو یہ بھی جائز ہے۔ (درمختار) لیکن اگر کسی ایسی چیز سے تبدیل کیا ہے جس کے وجود سے بعینہ نفع حاصل نہیں کیا جا سکتا یا اس کو روپیہ پیسے کے ساتھ فروخت کر دیا گیا تو اب اس کی قیمت کو خود استعمال نہیں کر سکتا نہ کسی امیر کو دے سکتا ہے، بلکہ اس کو صدقہ

کردیا جائے۔(درمختار)
جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو اگر تقسیم کرنا چاہیں گوشت کو وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازہ سے تقسیم نہ کیا جائے۔اور اگر تقسیم کرنا چاہیں کہ ایک جگہ ہی فقراء کو تقسیم کرنا اور پکا کر کھلانا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے۔(شامی)
ف: مدارسِ اسلامیہ کے طلباء اس صدقہ کے بہترین مصرف ہیں۔اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور علم دین کا احیاء بھی۔مگر کسی خدمت اور معاوضہ میں اس کا دینا جائز نہیں ہے۔اسی طرح قربانی کے جانور کی رسی وغیرہ سب کو صدقہ کردے۔(شامی)
تنبیہ: لوگ چرمِ قربانی کی قیمت بیوہ عورتوں کو دے دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ ان کے پاس سونا، چاندی کا زیور یا نقدی تو بقدرِ نصاب نہیں ہے۔اسی طرح یہ دستور ہے کہ اس کی قیمت بہنوں وغیرہ کا حق سمجھا جاتا ہے اور مالدار بہنوں بیٹیوں کو بھی دے دیتے ہیں۔یہ درست نہیں البتہ بیوہ عورت یا بہن، اگر غریب ہو تو اس کو دے سکتے ہیں۔

قربانی کی قضاء

(۵۷) اگر کسی شخص نے پچھلے سالوں کی واجب قربانی ادا نہ کی ہو تو اس کو ہر سال کی قربانی کے عوض قربانی کی قیمت کا صدقہ میں دینا واجب ہے۔قربانی کے ایام گزرنے کے بعد قربانی نہیں کرسکتا۔
(۵۸) اگر کوئی شخص قربانی کے دنوں مالدار تھا لیکن اس نے قربانی نہیں کی، پھر ان دنوں کے گزرنے کے بعد وہ شخص غریب ہوگیا، اب اگر اس نے قربانی کا جانور خریدا تھا تو اسکو صدقہ کردے ورنہ اتنی رقم خیرات کرے جس سے قربانی ہوسکتی ہے۔(قاضی خان)
(۵۹) اگر کوئی شخص مالدار ہو اور اس نے قربانی نہ کی ہو اور نہ ہی قربانی کے دنوں کے گزرنے کے بعد اتنی رقم قربانی کے عوض خیرات کی ہو جس سے قربانی ہوسکتی ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ وصیت کرے کہ اس کی طرف سے اس کے وارث قربانی کی قیمت صدقہ

کریں۔(فتاویٰ عالمگیریہ)

اگر قربانی کیلئے جانور خریدا اور قربانی کے دنوں میں ذبح نہ کیا ہو تو اب اس قربانی کی قضاء کے ارادے سے اس کو آئندہ سال ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس جانور کو زندہ صدقہ کرنا واجب ہے۔اگر ذبح کرلیا تو اس کا گوشت کھانا اسے جائز نہیں۔بلکہ ذبح کرنے سے جانور کی قیمت میں جو نقصان ہوا وہ رقم اور اس کا تمام گوشت پوست خیرات کردے۔(شامی)

عشرہ ذوالحجہ کے متفرق مسائل

(۱) جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد بال، ناخن کٹانے اور حجامت بنوانے سے دسویں تاریخ تک رُکا رہے۔

(۲) بقرعید کی پہلی تاریخ سے لے کر نو تاریخ تک ہر دن کا روزہ رکھنا، ایک ایک دن کا روزہ ثواب میں سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور نویں تاریخ یعنی عرفہ کے دن کا روزہ کا ثواب دو سال کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے۔پھر دسویں سے لے کر تیرہویں تک روزہ رکھنا حرام ہے۔

ف: ذوالحجہ کی نو تاریخ جس دن عرفات کے میدان میں حاجی حج کیلئے جمع ہوتے ہیں اس دن کو عرفہ کہتے ہیں۔شریعت میں سال بھر کے اندر بس یہی دن عرفہ ہے۔کم علم لوگوں نے اور بھی کئی دنوں کا نام اپنی طرف سے عرفہ رکھ لیا جو کہ غلط ہے۔

تکبیراتِ تشریق

تکبیرات تشریق نویں ذوالحجہ کی نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں تاریخ کی عصر کی نماز کے بعد تک ہر فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی ایک مرتبہ بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔البتہ عورتیں آہستہ آہستہ آواز سے کہیں۔(شامی)

تنبیہ: بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، اس تکبیر کو پڑھتے نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ اس کا درمیانہ طریقہ پر بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

ف: ماہِ ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخوں کو ایامِ تشریق کہتے ہیں۔
تشریق کے معنی ہیں گوشت کو دھوپ میں ڈالنے کے۔ چونکہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت سکھایا جاتا ہے اس لیے دسویں تاریخ کے بعد ان تین دنوں کو ایامِ تشریق کہا جاتا ہے۔

(۲) تکبیر تشریق یہ ہے:

اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد

(۳) نمازِ جنازہ اور وتروں، سنتوں کے بعد یہ تکبیریں نہ کہی جائیں۔

(۴) تکبیر تشریق امام، مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والا، عورت، مرد، مسافر، مقیم، شہر والوں اور گاؤں والوں سب پر واجب ہے۔ (در مختار)

(۵) اگر امام نے یہ تکبیر نہ کہی ہو خواہ قصداً خواہ بھول سے تو مقتدیوں کو پھر بھی تکبیر کہنا ضروری ہے۔

(۶) جن دنوں میں یہ تکبیر کہی جاتی ہے اگر ان دنوں کی کوئی نماز رہ گئی ہو، اب اگر اس کی قضا اسی سال کے انہی دنوں میں کی جائے گی تب تو یہ تکبیر کہی جائے گی ورنہ نہیں۔ مثلاً نویں تاریخ کی نماز کی قضا اسی سال کی دسویں کو کی جائے تو تکبیر بھی نماز کے بعد کہی جائے اور اگر اس کی قضا ان دنوں کے گزرنے کے بعد یا اگلے سال کے انہی دنوں میں کی جائے، اسی طرح ان دنوں سے پہلے کی قضاء نماز اگر ان دنوں میں پڑھے تو یہ تکبیر نہ کہے۔

(۷) مسبوق جس کی رکعت رہ گئی ہو وہ بھی اپنی رکعت پوری کرنے کے بعد یہ تکبیر کہے گا۔ لیکن اگر بھول کر امام کے ساتھ تکبیر تشریق کہہ دے تو بھی نماز ہوگئی، اور لاحق جس کی رکعت امام کی اقتدا کرنے کے بعد رہ گئی ہو اس پر بھی یہ تکبیر واجب ہے۔

(۸) نماز کا سلام پھیرنے کے بعد جب تک قبلہ سے سینہ نہ پھیرا ہو اور نہ کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے نماز کی بنا ممنوع ہو جاتی ہے، اس وقت تک یہ تکبیر کہنا ضروری ہے۔ نماز کے سلام کے بعد اگر کسی نے قہقہہ لگایا، عمداً حدث کیا یا کلام کیا تو اب یہ تکبیر نہیں کہہ سکتا۔ البتہ اگر سلام کے بعد خود بخود حدث ہوگیا ہو تو یہ تکبیر کہہ لے کیونکہ ان کیلئے وضو شرط نہیں ہے۔ (مراقی)

بھینس کی قربانی

مفتی محمد عبید اللہ قاسمی

عہد نبوی اور عہد صحابہ میں جزیرۃ العرب میں بھینس نہیں پائی جاتی تھی؛ اس لیے بھینس کی قربانی آپ ... اور صحابہ سے نہ تو عملاً ثابت ہے اور نہ ہی آپ ... نے صراحتاً بھینس کی قربانی کے بارے میں کوئی حکم صادر فرمایا ہے، اس کو بنیاد بنا کر غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں: چوں کہ ''جاموس'' (بھینس) کی قربانی کا تذکرہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے اور نہ ہی عملاً آپ ... اور صحابہ سے ثابت ہے؛ اس لیے بھینس کی قربانی جائز نہیں؛ جبکہ دوسری طرف برصغیر پاک و ہند وغیرہ میں جس طرح مسلمان گائے، بکرا اور دنبہ وغیرہ کی قربانی کرتے ہیں، اسی طرح بھینس کی قربانی بھی بکثرت کرتے ہیں اور تمام علماء اہل السنۃ والجماعۃ بالاتفاق اسے جائز قرار دیتے ہیں اور بعض علماء غیر مقلدین بھی بھینس کی قربانی کے جواز کے قائل ہیں؛ کیوں کہ قرآن وحدیث میں قربانی کے باب میں جاموس (بھینس) کا تذکرہ نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قربانی جائز نہ ہو، ورنہ تو زمانہ موجودہ کی بہت ساری اشیاء (موبائل، کمپیوٹر، جہاز اور ٹرین وغیرہ) جن کا ذکر قرآن واحادیث میں نہیں ہے، ان سب کا استعمال ناجائز ہوگا؛ حالانکہ ایسا نہیں ہے؛ اس لیے یہ دیکھا جائے گا علماء امت کا بھینس کی قربانی کے سلسلہ میں کیا موقف اور عمل رہا ہے؟

فقہاء اور محدثین نے بھینس کی قربانی کو کس بنیاد پر جائز قرار دیا ہے؟ وہ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ اہل لغت کی کیا رائے ہے؟ اسی طرح بعض علماء غیر مقلدین اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟۔

تو واضح رہے کہ تمام فقہاء، محدثین، اور اہل لغت حتی کہ بعض علماء غیر مقلدین نے بھی بھینس (جاموس) کو گائے (بقر) کی جنس سے مانا ہے؛ بلکہ اس پر اجماع ہے، یعنی بھینس گائے ہی کی ایک نوع اور ایک قسم ہے اور جب گائے کی قربانی جائز ہے، تو بھینس جو اسی کی ایک نوع ہے اس کی بھی قربانی جائز ہوگی۔ ذیل میں بھینس کی حقیقت وماہیت ذکر کرنے کے بعد ہر ایک کی تفصیل نقل کی جارہی ہے۔

بھینس کی حقیقت و ماہیت

بھینس/ بھینسا: برصغیر میں کثرت سے پایا جانے والا ایک مشہور چوپایہ ہے، جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور جو گائے سے تھوڑا بھاری بھرکم اور مضبوط ہوتا ہے۔ اردو اور ہندی میں اس کے مادہ کو بھینس اور نر کو بھینسا کہا جاتا ہے۔ (فیروز اللغات اردو جامع ص: ۳۴۲، ط: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

فارسی میں اسے ''گاؤمیش'' کہا جاتا ہے، جو دو لفظوں یعنی: ''گاؤ'' اور ''میش'' سے مرکب ہے اور ''گاؤ'' کے معنی گائے اور بیل کے ہیں؛ جب کہ میش کے معنی: بھیڑ، مینڈھا اور دنبہ وغیرہ کے ہیں۔ (گویا جو چوپایہ گائے اور بھیڑ کے مشابہ ہو، اسے بھینس کہتے ہیں)۔ (فیروز اللغات اردو جامع، ص: ۱۰۸۰-۱۳۳۱، ط: فیروز سنز لمیٹڈ لاہور)

اور اسی لفظِ ''گاؤمیش'' سے عربی زبان میں بھینس کا نام ''جاموس'' رکھا گیا، یعنی یہ اصلاً عربی زبان کا لفظ نہیں ہے؛ بلکہ اہل عرب نے اسے فارسی سے عربی میں معرب کرلیا ہے اور گاف کو جیم سے اور سین کو شین سے بدل دیا، پھر تسہیل کرتے ہوئے ''فاعول'' کے وزن پر ''جاموس'' بنا دیا، جس کی جمع جوامیس آتی ہے۔

علامہ محمد بن محمد زبیدی رحمہ اللہ ''تاج العروس'' میں لکھتے ہیں:

الجاموس ..... معروف، معرّبُ "كاوميش"، وهى فارسية، ج: الجواميس، وقد تكلمت به العرب. (تاج العروس، ۳۱۵/۱۵، دار الہدایہ)

بعض اہل لغت فرماتے ہیں کہ: ''جاموس'' اصلاً عربی زبان ہی کا لفظ ہے اور یہ ''جمس'' سے مشتق ہے جو اپنے معنی کے اعتبار سے جمود اور ٹھوس پن پر دلالت کرتا ہے، اس معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب اہل عرب اس چوپائے سے متعارف ہوئے، تو انھوں نے اس کی ہیئت و جسامت اور مضبوطی کو دیکھتے ہوئے اسے جاموس کا نام دے دیا۔

علامہ احمد بن محمد فیومی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جَمَسَ الودك جموسا، من باب قعد جمد، والجاموس نوع من البقر، كأنّه مشتق من ذلك؛ لأنّه ليس فيه لين البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة. وفي التهذيب: الجاموس دخيل، والجمع: الجواميس تسميه الفرس "كاوميش". (المصباح

المنیر فی غریب الشرح الکبیر، ۱/۱ ۸۰، ط: المکتبۃ العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: ”حمس الودك حموسا“ کے معنی ہیں چکنائی جم گئی، باب ”قعد“ سے ”جمد“ کے معنی میں ہے اور جاموس گائے ہی کی ایک قسم ہے، گویا کہ یہ لفظ اسی سے مشتق ہے؛ کیونکہ ہل چلانے، کھیتی کرنے اور اناج روندنے کے کام میں بھینس کے اندر گائے والی نرمی نہیں ہوتی۔

گویا بھینس گائے ہی ایک قسم ہے جس میں گائے اور بھیڑ دونوں کی مشابہت ہوتی ہے۔

اجماع

واجمعوا علی أنّ حکم الجوامیس حکم البقر۔

اس پر اجماع ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔ (الإجماع لابن المنذر، ۱/۵۴، رقم: ۱۹، ط: دار المسلم للنشر والتوزیع)

علامہ ابو الولید بن رشد الحفید بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

أجمع العلماء علی جواز الضحایا من جمیع بهیمۃ الأنعام: (بدایۃ المجتہد، ۲/۲۹۱، ط: دار الحدیث القاہرۃ)

ترجمہ: تمام چوپایوں کی قربانی کے جواز پر علماء کا اجماع ہے۔ (اور بھینس کا بہیمۃ الانعام میں سے ہونا اظہر من الشمس ہے، گویا بھینس کی قربانی کے جواز پر بھی علماء کا اجماع ہے)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی قربانی میں سات حصے ہو سکتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: مجھے اس میں کسی کے اختلاف کا علم نہیں (یعنی اس پر اجماع ہے)۔

قلت: الجوامیس تجزء عن سبعۃ؟ قال: لا اعرف خلاف ہذا۔ (مسائل الإمام أحمد و إسحاق بن راہویہ، ۸/۴۰۲۷، رقم: ۵۶۸۲، ط: عمادۃ البحث العلمی الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ)

حافظ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لا خلاف فی هذا نعلمه، وقال ابن المنذر: أجمع كل من يحفظ عنه من أهل العلم، ولأنّ الجواميس من أنواع البقر۔ (المغنی لابن قدامۃ، ۲/۴۹۵)

ہمیں اس مسئلہ (بھینس کی قربانی کے مسئلہ) میں اختلاف کا علم نہیں ہے اور ابن منذر نے فرمایا: اس پر تمام اہل علم کا اجماع ہے اور اس لیے بھی کہ بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

جب بھینس کی قربانی کے جواز پر اجماع ہے اور اجماع بھی دلیل شرعی ہے، تو گویا بھینس کی قربانی کے جواز پر بھی دلیل شرعی موجود ہے۔

محدثین

امام مالک بن انس مدنی رحمہ اللہ "مؤطا امام" مالک میں فرماتے ہیں:

اِنّما ہی بقر کلّہا۔ (مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی زکاۃ البقر، ۲/۲۶۳، ط: مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نہیان، أبوظبی الإمارات)

ترجمہ: یہ بھینس گائے ہی ہے۔

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

الجاموس والبقر سواء۔ (کتاب الأموال لابی عبید، ۲/۶۳، رقم: ۴۹۹، ط: دارالہدی النبوی مصر و جار الفضیلۃ السعودیۃ)

گائے اور بھینس برابر ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تحسب الجوامیس مع البقر"۔ (مصنف عبد الرزاق، ۴/۲۲، رقم الحدیث: ۶۸۵۱، المکتبۃ الاسلامی بیروت)

ترجمہ: بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الجوامیس بمنزلۃ البقر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ۷/۵۶، رقم: ۱۰۸۴۸، ط: شرکۃ دار القبلۃ، مؤسسۃ علوم القرآن)

ترجمہ: بھینس گائے کے درجے میں ہے۔

فقہاء احناف

فقہ حنفی کی تمام کتب میں بھینس کو گائے کی جنس اور نوع سے قرار دے کر قربانی کو جائز قرار دیا گیا ہے؛ چنانچہ صاحب بدائع لکھتے ہیں:

أمّا جنسه فهو أن يكون من الأجناس الثلاثة: الغنم، أو الإبل، أو البقر، ويدخل

فی كلّ جنس نوعه والذكر والأنثى منه والخصى والفحل لانطلاق اسم الجنس على ذلك، والمعز نوع من الغنم، والجاموس نوع من البقر؛ بدليل أنّه ينضمّ ذلك إلى الغنم والبقر فی باب الزكاة. (بدائع الصنائع)

مالکیہ

ومن البقر ثلاثون، ومن البقر أربعون، وتضمّ أصناف النوع الواحد إلى بعضها، فيضمّ الجاموس إلى البقر، والمعز إلى الغنم الضأن. (فقه العبادات على المذهب المالكی، الباب الثانی، الفصل الأول، ۱/۳۷۲، مطبعة الإنشاء دمشق سوريا)

قوله: (فی البقر): مراده ما يشمل الجاموس، فالأصل فيها الذبح. (حاشية الصاوی على الشرح الصغير، باب فی بيان حقيقة الذكاة، ۲/۳۵۱، دار المعارف. حاشية الدسوقی على الشرح الكبير للشيخ الدردير، باب الذكاة ۲/۱۰۷، ط: دار الفكر)

شوافع

النعم: هی الإبل، والبقر ويشمل الجاموس، والغنم ويشمل المعز والضأن. (فقه العبادات على المذهب الشافعی، الباب الثانی، زكاة الغنم، ۲/۴۸)

ويتناول لحم البقر جاموسا، وبقر وحش، فيحنث بأكل أحدهما من حلف لا يأكل لحم بقر. قال صاحب حاشية الجمل: (قوله: يتناول لحم البقر جاموسا) لأنّ البقر جنس يتناول العراب والجواميس بخلاف ما لو حلف لا يأكل جاموسا فإنّه لا يتناول لحم البقر العراب فلا يحنث به؛ لأنّ الجاموس نوع من البقر. (حاشية الجمل على شرح المنهج، ۵/۳۰۸، دار الفكر)

حنابلہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا بھینس کی قربانی میں سات حصے ہو سکتے ہیں، تو انھوں نے فرمایا: مجھے اس میں کسی کے اختلاف کا علم نہیں۔

قلت: الجواميس تجزء عن سبعة، قال لا اعرف خلاف هذا، قال الحسن تذبح

عن سبعة، قال إسحاق كما قال. (مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه، ۸/۲۰۴۷، رقم: ۵۶۸۲)

علماء غیر مقلدین

حتی کہ بعض بڑے غیر مقلد علماء بھی بھینس کو گائے ہی کی ایک قسم مان کر قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

(۱) چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی اپنے فتوے میں لکھتے ہیں:

اور سن بکری کا ایک سال یعنی ایک سال پورا اور دوسرا شروع، اور گائے اور بھینس کا دو سال یعنی دو سال پورے اور تیسرا شروع الخ۔ آگے لکھتے ہیں: ویدخل فی البقر الجاموس لانہ من جنسہ انتہی مافی الہدایہ. ترجمہ: گائے میں بھینس داخل ہے؛ اس لیے کہ بھینس گائے ہی کی ایک جنس ہے۔ (فتاوی نذیریہ، ۳/۷۵۲، ۸۵۲، اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور)

(۲) مفتی عبد الستار صاحب ایک سوال کے جوب میں لکھتے ہیں:

سوال: کیا بھینس کی قربانی جائز ہے؟

جواب: جائز ہے؛ کیوں کہ بھینس اور گائے کا ایک حکم ہے۔ (فتاوی ستاریہ، ۳/۲)

(۳) غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فتاوی ثنائیہ میں قرآن کریم کی آیت "قل لا أجد فيما أوحي إليّ الخ" کی تشریح کے تحت لکھتے ہیں:

حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا، پس اس کی قربانی نہ سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتی ہے نہ تعامل صحابہ سے، ہاں اگر اس کو جنس بقر (گائے کی جنس) سے مانا جائے، جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے (کمافی الہدایہ) یا عموم بہیمۃ الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کے لیے یہ علت کافی ہے۔ (مستفاد: فتاوی ثنائیہ، ۱/۸۰۹، ۸۱۰)

(۴) فتاوی علماء اہل حدیث کے مؤلف مولانا ابو الحسنات علی محمد سعیدی سے بھینس کی قربانی کے جواز کے سلسلے میں سوال کیا گیا، تو انھوں نے جواب دیا: جائز ہے؛ چوں کہ گائے اور بھینس کا ایک ہی حکم ہے۔ بعینہ؟ یہی جواب مفتی عبد الستار صاحب نے بھی دیا ہے۔ (فتاوی علماء اہل حدیث، ۱۳/۶۴۹۔ فتاوی ستاریہ، ۳/۲)

(۵) مولانا عبد القادر حصاروی صاحب سا ہیوال لکھتے ہیں:

خلاصہ بحث یہ ہے کہ بکری، گائے کی قربانی مسنون ہے، تاہم بھینس بھینسا کی قربانی بھی جائز اور مشروع ہے اور ناجائز کہنے والے کا مسلک درست نہیں ہے۔ (فتاوی حصاریہ ومقالات علمیہ، ۵/۶۴۴)

(٦) حافظ زبیر علی زئی کا فتوی:

اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کی قربانی کتاب وسنت سے ثابت ہے اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے، اس پر ائمہ اسلام کا اجماع ہے۔ (فتاوی علمیہ، ۲/۲۸۱)

(۷) محدث العصر حافظ گوندلوی کا فتوی:

بھینس بھی بقر میں شامل ہے، اس کی قربانی جائز ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ج: ۰۲، شمارہ نمبر: ۹، ص: ۹۲)

(۸) قاضی محمد عبداللہ ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی، خانپوری بھینس کی قربانی کے جواز پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے اخیر میں لکھتے ہیں: پس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ: (۱) بھینس مسلمہ طور پر گائے کی ایک قسم ہے۔ (۲) بھینس گائے سے زیادہ قیمتی ہے اور جسامت بھی عام گائے سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور اس سے نفع بمقابلہ عام گائے کے زیادہ ہے؛ اس لیے اس میں ثواب بھی زیادہ ہے۔ (۳) کم از کم بھینس کی قربانی کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ج: ۰۲، شمارہ نمبر: ۲۴-۳۴، ص: ۹-۱۰)

(۹) مولانا امین اللہ پشاوری ایک مفصل فتوے میں جواز کے دلائل پر بحث کراے ہوئے لکھتے ہیں:

جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ لغت میں لفظ "البقر" "الجاموس" کو بھی شامل ہے، تو شرعاً بھی اس کا یہی حکم ہوگا، لہٰذا اس کی قربانی کا ثبوت قرآن مجید اور سنت صحیحہ سے مل گیا، اب اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ یہ قیاسی مسئلہ ہے، یا وضاحت کے ساتھ ثابت نہیں، جیسا کہ اس طرح کی باتیں کچھ جاہل قسم کے لوگ سے سنی جارہی ہیں، جو قرآن وسنت سے استدلال کے طریقوں سے نابلد، ان کی معرفت سے ناآشناء اور ان کے قواعد سے ناواقف ہیں۔ عقل وبصیرت رکھنے والوں کے لیے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ارتداد پر سب سے پہلا فتوائے تکفیر تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینے میں

قومی اسمبلی پاکستان ۱۹۷۴ء میں قادیانی مسئلہ

پر بحث کی مصدقہ رپورٹ قسط 60

(باہمی فتوؤں کی پوزیشن)

جناب یحییٰ بختیار: اب مرزا صاحب! میں کچھ عرض کروں گا۔ بیشتر اس کے کہ آپ ایک بات کا جواب دیں۔ آپ مہربانی کر کے میری عرض سن لیجئے۔ جو آپ نے ابھی......اس کے بعد پھر آپ جو فرمائیں گے۔

پہلا تو میں یہ عرض کرنا ہے کہ جو آپ نے فتاویٰ پڑھے۔ وہ ایک دوسرے کو مختلف طبقے، فرقے کہہ رہے ہیں کہ یہ کافر ہیں۔ وہ کافر ہیں۔ اب یہ ہمارے عقیدے کی بات ہے یا سمجھ کی بات ہے کہ اگر ہم کہیں کہ فلانا آدمی کافر ہے۔ وہ کافر جو ہم کہتے ہیں کہ ملت اسلامیہ سے باہر ہے، یا وہ کافر سمجھیں جیسے ہندو ہے۔ اگر ایک ہندو سے مسلمان شادی کرتا ہے، تو اس کی جو اولاد ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ حرام کی اولاد ہے۔ یہ شادی نہیں یہ زنا ہے۔ اس قسم کے فتوے انہوں نے ایک[748] دوسرے کو کافر بنا کے دیئے ہیں۔ یہ ایک ان کا Description ہے جو کہ Legal description ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایک ناجائز شادی ہو، جو شادی نہ ہو قانون کے مطابق، تو اولاد جو ہے وہ حرام ہوگی اور ان کی وراثت میں کوئی حق نہیں ملے گا۔ یہ ایک دوسرے کو کافر کہہ کے اس قسم کے فتوے دے رہے ہیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ گالیوں اور توہین کی بات نہیں ہوتی۔ Describe کرتے ہیں کہ

What are going to be the consequences, as a result of this sort of marriage. (اس قسم کی شادی کے کیا اثرات ہو سکتے ہیں)

اور یہ وہ اس لئے میں یہ سمجھوں گا کہ قطع نظر اس سے کہ بیک گراؤنڈ کیسا ہے۔ جو آپ بتا رہے ہیں کہ گالیاں دیا کرتے تھے۔ اس کی کوئی Relevancy نہیں ہے۔

مرزا ناصر احمد: جی۔

جناب یحییٰ بختیار: باقی میں نے یہ عرض کرنا تھا کہ غزنویوں کی طرف سے جو چیز ہوئی مرزا صاحب پر، اس کا بھی کوئی Relevence نہیں ہے کیونکہ کسی غزنوی کا میں نے آپ کو حوالہ نہیں پڑھ کے سنایا کہ انہوں کے متعلق مرزا صاحب نے کیوں یہ بات کہی یا کہی یا نہیں کہی۔ صرف تین شخصیتیں جو تھیں، ان کا تھا۔ آپ نے جواب ضرور دیا اور Explain آپ نے کیا ہے۔ میں ذرا پھر آپ کی توجہ ان حوالوں

کی طرف دلاؤں گا۔

آپ نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ کے متعلق کہا کہ انہوں نے مرزا صاحب کے متعلق کوئی بات کہی اور انہوں نے ان کو "ملعون" کہا اور ملعون کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ کے سپرد کر کے، اللہ ہی اس پر لعنت بھیجے گا۔ پھر آپ نے رشید احمد گنگوہی صاحب کے متعلق کہا کہ انہوں نے مرزا صاحب کی شان میں کچھ ایسے فقرے کہے کہ جس کے جواب میں...... کہ انہوں نے "ابن مریم کا ان سے کوئی تعلق نہیں، دجال ہے۔" یہ ہے۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے کہا کہ "اندھا، شیطان، دیو، گمراہ۔" اب میں صرف آپ سے عرض...... "ملعون، سفیہ، ملعون، من المسفدین" وغیرہ لکھا ان کے متعلق......

مرزا ناصر احمد: یہ جو آپ نے کل دو شعر پڑھے تھے......اچھا جی، اچھا...... رشید گنگوہی کے بارے میں......

[749] جناب یحیٰ بختیار: رشید......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں......اچھا، ٹھیک ہے۔

جناب یحیٰ بختیار: تو میں نے کہا کہ اس کے متعلق یہ الفاظ ہیں تا کہ آپ کو پھر یاد آ جائیں۔ شاید آپ نے نوٹ نہ کئے ہوں۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، وہ ٹھیک ہے۔ ابھی یہاں مل جاتا ہے۔ یہ میرے سامنے ہے۔

جناب یحیٰ بختیار: نہیں، "اندھا شیطان، دیو، گمراہ، سفیہ، ملعون، من المفسدین" تو یہ میں صرف اس واسطے آپ سے......ابھی تک تو میں اپنا سوال تو پورا نہیں کر سکا ہوں۔ میں صرف بیان کر رہا ہوں کہ "اندھا شیطان، دیو" یہ الفاظ "گمراہ" یہ جو ہیں۔ یہ سارے عربی کے معانی میں استعمال ہوتے ہیں یا اردو کے معنی ہیں؟ کیونکہ یہ سارے الفاظ جو میں دیکھ رہا ہوں، میرے سامنے اردو میں ہیں۔ بعض مرزا صاحب عربی میں باتیں کی ہیں جن کا ترجمہ ہوا ہے۔

مرزا ناصر احمد: ویسے یہ سارے جو ہیں وہ عربی میں ہیں۔

جناب یحیٰ بختیار: ہاں۔ تو اسی واسطے میں کہتا ہوں...... پھر آگے مولوی سعد اللہ کا نام لے کر مرزا صاحب نے کہا ہے......جن کے متعلق آپ نے نظم سنائی جو کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ علامہ اقبال کی ہے......ان کے بارے میں مرزا صاحب نے نام لے کر کہا ہے "مکار عورت کا بیٹا"......

مرزا ناصر احمد: نہیں کہا۔

جناب یحیٰ بختیار: یہ نہیں؟ میں اسی واسطے آپ سے وہ کر رہا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، نہیں کہا۔ میں......

جناب یحیٰ بختیار: یعنی یہ لفظ نہیں ہے وہاں؟

مرزا ناصر احمد: نہیں، بالکل نہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: کیا لفظ استعمال کئے گئے ہیں؟

مرزا ناصر احمد: ''سرکش......''

جناب یحییٰ بختیار: نہیں،......

750

مرزا ناصر احمد: ''......ابن بغایا۔''

جناب یحییٰ بختیار: یا ''ابن بغیٰ'' ''اگر تو اے نسل بدکاران......'' (انجام آتھم ص ۲۸۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۲) یہاں ایسا ترجمہ آپ کی کتاب میں ہے۔

مرزا ناصر احمد: ہاں، کتاب میں ہے۔ لیکن یہ بانی سلسلہ کا نہیں ہے ترجمہ۔

جناب یحییٰ بختیار: آپ کی جماعت سے جو کتاب پبلش ہوئی ہے......

مرزا ناصر احمد: معلوم ہوتا ہے ترجمہ کرنے والے کو اس وقت عربی کے معانی نہیں آتے تھے۔[1]

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، یعنی آپ کی یا ''انجام آتھم'' کی جو کتاب پبلش ہوئی، آپ کی ہی طرف سے شائع ہوئی ہے......

مرزا ناصر احمد: ہاں، ہاں۔

جناب یحییٰ بختیار: ......اور کئی سال سے چلتی آرہی ہے۔

مرزا ناصر احمد: نہیں، میں تو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، میں اسی واسطے کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ کتاب غلط ہے۔ آپ کی نہیں، تو اس واسطے......

[1] مرزا ناصر کہہ رہا ہے کہ ایک صدی سے مرزا کی کتاب جو قادیانی جماعت شائع کر رہی ہے، اس کا ترجمہ غلط ہے۔ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے مرزا ناصر کتنے جھوٹ بول رہا ہے؟

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، نہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری کتاب ہے اور ترجمہ بھی ہمارا ہی ہے۔ لیکن وہ غلط ترجمہ ہے ''ابن بغیٰ'' کا۔

جناب یحییٰ بختیار: ''بغی'' کا باقی جگہ بھی جو ترجمہ ہوا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کا، یہ میں آپ کو بھیج رہا ہوں۔ ''تفسیر کبیر سورہ مریم آیت نمبر ۲۹ ج ۵ ص ۱۹۲، ۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء جدید ایڈیشن'' اس میں بھی یہ ''بغیہ'' کا کہ ''اور ماں بھی بدکار نہیں تھی۔'' پھر آگے یہ ہے صفحہ ۱۶۸۔ پھر ایک جگہ آتا ہے: ''اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی۔'' وہ ''بغی'' ''اور تیری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔'' یہ بھی آپ دیکھ لیں۔[1]

مرزا ناصر احمد: نہیں، نہیں، وہ تو دیکھ لیا۔ اصل میں عربی کے ہیں یہ الفاظ اور اس میں کوئی دقت نہیں۔ یہاں جو زیر بحث ہے وہ ''بغیہ'' نہیں ہے......

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، مطلب ہے......

مرزا ناصر احمد: میری بات سنیں......''ابن بغی'' ہے اور ''ابن بغی'' کے معنی جو ہیں وہ ''سرکش'' کے ہیں۔

751 جناب یحییٰ بختیار: مرزا صاحب! میں نے ابھی تک سوال پورا نہیں کیا۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ایک جگہ ''ابن بغی'' کے بھی یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ''بدکار عورت'' کے ''بدکار'' اور پھر دوسری جگہ صرف ''بغی'' کے، یہ ''بدکار''۔ میں اس واسطے آپ کو توجہ دلا رہا ہوں۔

مرزا ناصر احمد: ''بغی'' کے معنی ''بدکار'' عربی لفظ میں کوئی نہیں ہے۔ یہ آپ کسی سے یہاں پوچھ لیں۔ وہ آپ کو بتا دے گا کہ ''بغی'' جو ہے وہ فعل ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: یہ آپ دیکھ لیجئے۔ کہیں تو ''میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی''......

مرزا ناصر احمد: وہاں ''بغی'' ہے۔

جناب یحییٰ بختیار: خیر، یہ آپ دیکھ لیں۔ اس پر پھر آپ بعد میں......

مرزا ناصر احمد: نہیں، وہاں یہ لفظ ہی نہیں۔ وہاں لفظ ہی دوسرا ہے۔ (اپنے وفد کے ایک رکن سے) قرآن کریم نکالو جی۔ یہ لو۔ نکالو۔ ادھر لائیں جی میرے پاس۔

جناب یحییٰ بختیار: مفتی صاحب! آپ سے توجہ ایک منٹ کے لئے دلائیں گے کیونکہ......

ل اسی طرح مرزا محمود نے سورہ مریم کی آیت ہذا کا تفسیر صغیر ص ۳۸۳ پر ترجمہ ''تیری ماں بدکار نہ تھی'' کیا ہے۔

مولوی مفتی محمود: قرآن کریم میں ہے: ''ولاتکرھوا فتیاتکم علی البغاء'' (سورہ نور:۳۳) یہاں ''بغا'' کے معنی کیا ہیں؟

(مرزا ناصر کا نیا پینترا)

مرزا ناصر احمد: عربی لغت اپنے الفاظ کو متعدد معانی میں استعمال کرتی ہے۔ مثلاً ''زکوٰۃ'' کے تیرہ، چودہ معانی ہیں۔

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، یہاں جو ہے وہ......

جناب چیئرمین: ہاں، اس کے معنی کیا ہیں جو مفتی صاحب نے سوال کیا ہے؟

مرزا ناصر احمد: مجھے بات ختم کر لینے دیں۔ ہاں ''ابن بغی'' جب اس Context میں استعمال ہو تو اس کے معنی ''حرام زادہ'' کے ہیں ہی نہیں۔ اس کے معنی ہیں ''ہدایت سے دور'' اور ''سرکش۔''

جناب یحییٰ بختیار: اور اگر یہ لفظ......

مولوی مفتی محمود: میں نے تو صرف قرآن کریم کی آیت کے بارے میں پوچھا ہے کہ قرآن کریم......

[752] ***Mr. Chairman: Ask the translation.***

مولوی مفتی محمود: ......کہ قرآن کریم میں جو ''بغی'' کا لفظ ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

مرزا ناصر احمد: قرآن کریم نے ''ابن بغی'' کا لفظ ہی نہیں استعمال کیا، محاورہ ''ابن بغی'' کا......(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹھہریں۔

جو آیت مفتی صاحب نے پڑھی ہے۔ اس کا ٹرانسلیشن کردیں آپ۔ (مفتی محمود صاحب سے) ایک دفع پھر پڑھیں۔ ***Let this***............

مولوی مفتی محمود: ''ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء (نور:۳۳)''

یہ قرآن کی آیت کا ترجمہ لفظی بتادیں۔

جناب چیئرمین: اس کا لفظی ترجمہ کردیں جی۔

Let it go on the record.

جناب یحییٰ بختیار: اچھا۔

Mr. Chairman: No, Just a minute. Let this Ayat be translated by the witness.

(مرزا ناصر کا اور پینترا)

مرزا ناصر احمد: لغت عربی میں، لغت عربی میں جب یہ فتح یاب کے متعلق استعمال ہو تو اس کے معنی بدکاری ہے ہیں۔

جناب چیئرمین: تفسیر بعد میں کریں۔ پہلے اس آیت کا ٹرانسلیشن کردیں۔

This is the question,

مرزا ناصر احمد: ''اپنی جو لونڈیاں ہیں تمہارے گھروں میں، ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ خود اسے پسند نہ کریں۔'' لفظی ترجمہ یہ ہوگا۔

Mr. Chairman: *Now the witness can add the explanition.*

مرزا ناصر احمد: یہ ٹھیک ہے، اس کا لفظی ترجمہ یہی ہے۔ لیکن ''ابن بغی'' کا عربی میں یہ معنی نہیں ہے۔ [753] جناب یحییٰ بختیار: ٹھیک ہے جی۔ یہ تو ہے۔ اب اس کو یہاں ایک منٹ کے لئے چھوڑتا ہوں۔ ایک چیز ہے جس کے بعد...... مرزا ناصر احمد: اگر آپ پسند کریں تو صبح بہت ساری روایات کے حوالے دے دیں؟

(مرزا قادیانی کی نئی گالیاں)

جناب یحییٰ بختیار: نہیں، نہیں، ٹھیک ہے جی۔ یہ آپ کہہ رہے ہیں۔ میں ابھی اس سبجیکٹ پر نہیں آرہا۔ کیونکہ گالیوں کا ذکر آگیا ہے تو ایک اور Context میں جا رہا ہوں کہ جو لوگ یہ محسوس کر رہے تھے کہ انگریزوں کے خلاف انہوں نے جنگ آزادی لڑی۔ ان کے متعلق مرزا صاحب سے منسوب...... شاید یہ غلط ہو، نہ ہو۔ میں ایسے کہہ رہا ہوں...... یہ ''ازالہ اوہام'' حصہ دوم سے لیا گیا ہے۔ انگریز کے مقابل سر اٹھانے کو ''مکر و بدکاری'' کہا اور لکھا کہ: ''ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا ہے اور اس کا نام جہاد رکھا۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۲۵ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۴۹۰)

یہاں جو الفاظ ہیں ابھی ''چوروں، قزاقوں، حرامیوں۔ تو یہ اگر آپ سمجھیں کہ عربی میں ''چوروں، قزاقوں، حرامیوں'' کو جہاں تک میں جانتا ہوں، عربی Slang میں ''حرامی'' چور کو ہی کہتے ہیں۔ یہاں ''چور'' بھی استعمال ہوتا ہے اور ''حرامی'' بھی استعمال ہوتا ہے۔ تو یہ آپ مائنڈ Mind میں رکھیں کہ آخر یہ گالیاں ہیں یا یہ کہ ایسے ہیں کہ صرف باغیوں کے بارے میں بات ہے؟

مرزا ناصر احمد: یہ Context دیکھ لیں۔ (اپنے وفد کے ایک رکن سے) نوٹ کرو جی۔

جناب یحییٰ بختیار: ہاں، پھر وہ اس پر...... مرزا ناصر احمد: ویسے آپ نے صبح بھی چار پانچ باتیں پوچھی تھیں۔ جناب یحییٰ بختیار: وہ میں آرہا ہوں جی اس پر۔ کیونکہ میں نے کہا ایک سبجیکٹ ہو جائے۔ اب مرزا صاحب! ایک چھوٹی سی گزارش یہ ہے کہ بعض لوگوں نے سخت الفاظ استعمال کئے...... جو آپ نے پڑھ کے سنائے...... مرزا صاحب کے متعلق، اور آپ نے فرمایا کہ اس زمانے میں یہ ایک قسم کا فیشن تھا کہ اس قسم کی زبان استعمال کر رہے تھے ایک دوسرے کے خلاف، اور یہ ان کا مطلب بھی نہیں ہوتا تھا......

مرزا ناصر احمد: یہ اگلا فقرہ نہیں کہا میں نے۔ [754] جناب یحییٰ بختیار: ...... یہ ان کا یہ مطلب نہیں تھا، جو ظاہری معلوم ہوتا ہے۔ مرزا ناصر احمد: نہیں، میں نے یہ نہیں کہا۔ میں نے کہا کہ یہ ان کی عادت پڑی ہوئی تھی اس قسم کے سخت الفاظ......

گوشۂ نفیس

مجلس حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہ

اہل عجم اور دین کی خدمت

فرمایا: یہ بھی عجیب بات ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حقانیت کی دلیل ہے کہ جس طرح اس دین کو آپ کے گھرانے کے لوگوں اور اہل عرب نے قبول کیا، اسی طرح عجمیوں نے اس کو قبول کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کا زیادہ تر کام ان لوگوں سے لیا جو اہل بیت میں سے نہیں تھے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ان کا تو آبائی دین تھا، انہوں نے اس کو قبول کرنا تھا اور اس کی حفاظت کرنی ہی تھی، احادیث کی مشہور کتب عجمیوں کی جمع کی ہوئی ہیں، اسی طرح فقہ کے ائمہ بھی عجمی ہیں اور مجددین کی جماعت بھی اکثر عجمیوں میں ہوئی، اب مجدد الف ثانی ؒ کو دیکھیں کہ وہ پنجاب کے علاقے سرہند میں ہوئے اور ساری دنیا ان کو مجدد مانتی ہے۔

ایک صاحب نے عرض کیا، حضرت! کیا عرب بھی مجدد الف ثانی ؒ کو "مجدد" مانتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: بہت سارے عربوں کو ہم نے انہیں مجدد کہتے ہوئے سنا ہے، باقی ترکی کی عربوں پر کئی سو سال حکومت رہی، ترکی میں حضرت مجدد صاحب ؒ کا بہت وسیع حلقہ ہے، وہ اس طرح کہ سلسلہ مجددیہ کے شیخ غلام علی سے ترکی کے ایک عالم شیخ خالد کردی بیعت ہوئے پھر انہوں نے ترکی میں سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کی۔

حضرت ؒ کی ترکی کے ایک شیخ سے ملاقات

حضرت نے فرمایا: ہمارا ترکی جانا ہوا تو وہاں کے تبلیغی جماعت کے ساتھی ہمیں سلسلہ مجددیہ کے ایک شیخ کے پاس لے گئے، شیخ کا نام "محمود" ہے جو کہ بہت ہی حسین وجمیل ہیں ان کا ترکی میں خوب شہرہ ہے۔ وہ اس وقت ہسپتال میں صاحب فراش تھے۔ ہم جب وہاں پہنچے اور ساتھیوں نے ان سے تعارف کروایا تو انہوں نے بہت اکرام کیا بلکہ انہوں نے ہسپتال میں ہماری دعوت بھی کی۔ شیخ محمود

حضرت مجدد صاحبؒ کے مکتوبات کا درس بھی دیتے ہیں۔انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ مکتوبات میں ایک لفظ میان آتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ حضرت نے فرمایا: میں نے سوچا تو ذہن میں بات آئی کہ چونکہ فارسی میں نون غنہ نہیں ہے اس لیے کاتب نے درمیان میں نقطہ لگا دیا ہوگا۔ پھر میں نے انہیں بتایا کہ یہ لفظ ناموں کے ساتھ بطور تعظیم استعمال ہوتا ہے۔تو وہ بہت خوش ہوئے۔حضرت نے فرمایا: پچھلی دفعہ جب حرمین شریفین کی حاضری کا موقع ملا تو مدینہ منورہ میں ان سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔

فرمایا: مسجد نبوی شریف میں ہماری ایک ہی جگہ متعین ہے جہاں ہم بیٹھتے ہیں وہاں ترکی بھی اس کے قریب بیٹھتے ہیں۔ان سے وہاں ملاقات ہوئی تھی۔

راقم نے عرض کیا حضرت! آپ مسجد نبوی شریف میں کس جگہ بیٹھا کرتے ہیں؟ فرمایا پہلی چھتریوں کے دائیں جانب۔انہی باتوں میں کافی وقت گزر گیا۔ایک ساتھی نے عرض کیا حضرت آپ آرام فرمالیں۔حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے، کچھ آرام کر لینا چاہیے۔پھر حضرت آرام کیلئے تشریف لے گئے۔

آج دوپہر کی مجلس میں حضرت نے فرمایا: جس طرح اہل سنت پر صحابہ کا دفاع لازم ہے اسی طرح اہل بیت کا دفاع بھی لازم ہے اور یہی اہل سنت کا مسلک ہے اور طریقہ ہے۔

اولیاء کے بعد لوگوں کی خرافات

فرمایا: دہلی کی خانقاہ جو خواجہ باقی باللہ کی تھی ان کی وفات کے بعد وہاں کے لوگوں نے مولود پڑھنا شروع کر دیا، اس وقت خانقاہ میں شیخ حسام الدینؒ اور خواجہ باقی باللہ کے بیٹے بھی قیام پذیر تھے۔

حضرت مجدد صاحب نے ان کی طرف دو خط لکھے اور دونوں بڑے جلال میں لکھے۔ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت آج زندہ ہوتے کیا وہ اس طریقہ کو پسند کرتے، ہرگز نہیں۔

پھر فرمایا کہ جس طرح شریعت میں کوئی نئی چیز داخل کی جائے تو وہ بدعت ہے، اسی طرح اگر طریقت میں کوئی چیز شامل کی جائے تو وہ بھی مذموم ہے۔پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ خواجہ عبید اللہ احرار کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کے سلسلے میں تغیر کیا تو ان کے بیٹوں نے ان لوگوں کے ساتھ مجادلہ کیا۔انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ ہم اپنے شیخ کے طریقے کو ان لوگوں کی دستبرد سے محفوظ رکھیں۔اسی طرح یہ بھی ہے۔

عشرہ ذوالحج کی تسبیحات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1۔ جوکوئی پہلی ذوالحج کو صبح کے بعد ۱۰۰۔سو بار پڑھے گا دوزخ سے آزاد ہوگا۔

لا الہ الا اللّٰہ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ لَہُ المُلکُ وَلَہُ الحَمدُ یُحیِی وَیُمِیتُ
وَھُوَ حَیٌّ لَّایَمُوتُ بِیَدِہِ الخَیرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیر۔

2۔ جوکوئی دوسری تاریخ کو ۱۰۰۔سو بار پڑھے گا اس کے نامۂ اعمال میں اللہ تعالیٰ بیس ہزار نیکیاں لکھتے ہیں اور بیس ہزار برائیاں دور کرتے ہیں۔

اَشھَدُ اَن لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ
اِلٰھاً وَاحِدًا صَمَدًا فَردًا لَّم یَتَّخِذ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا۔

3۔ جوکوئی تیسری تاریخ کو ۱۰۰۔سو بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دو ہزار نیکیاں لکھتے ہیں اور اسی قدر برائیاں دور کرتے ہیں اور اسی قدر جنت میں درجات بلند کرتا ہے۔

اَشھَدُ اَن لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ
اَحَدًا صَمَدًا لَم یَلِد وَلَم یُولَد وَلَم یَکُن لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

4۔ جوکوئی چوتھی تاریخ کو ۱۰۰۔بار پڑھے

اَشھَدُ اَن لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ لَہُ المُلکُ وَلَہُ الحَمد
یُحیِی وَیُمِیتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّایَمُوتُ بِیَدِہِ الخَیرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیر۔

5۔ جوکوئی پانچویں تاریخ کو ۱۰۰۔سو بار پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں تین ہزار نیکیاں اور اسی قدر برائیاں دور کرتے ہیں۔

حَسبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی، سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن دَعَا لَیسَ وَرَاءَ اللّٰہِ المُنتَھٰی،
سُبحَانَ مَن لَم یَزَل رَبًّا رَحِیمًا۔

نوٹ: اسی طرح چھٹی تاریخ سے پھر روزانہ ایک ایک دن 10/ ذی الحجہ تک تمام تسبیحات پڑھیں۔

خواتین کے صفحات

خادمۃ القرآن

عورتوں کی اصلاح کی ضرورت

جاننا چاہیے کہ جس طرح نان نفقہ کے ذریعہ سے بیوی، اولاد اور متعلقین کی جسمانی تربیت ضروری ہے اسی طرح علوم اور اصلاح کے طریقوں سے ان کی روحانی تربیت اس سے زیادہ ضروری ہے۔ اس میں قسم قسم کی کوتاہیاں کی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ اس کو ضروری ہی نہیں سمجھتے یعنی اپنے گھر والوں کو نہ کبھی دین کی بات بتلاتے ہیں، نہ کسی برے کام پر ان کو روک ٹوک کرتے ہیں، بس ان کا حق صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ ان کو ضروریات کے مطابق خرچ دے دیا اور سبکدوش ہوگئے۔ حالانکہ قرآن مجید میں نص صریح ہے: ''اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ'' (التحریم،۶)

اس تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی یعنی دین کی باتیں سکھلاؤ۔ (حاکم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے ورنہ انجام دوزخ ہوگا۔ اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے قیامت کے روز ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ایک جائے گا'' ایک حدیث میں ہے: ''یعنی گھر والوں کو اللہ سے ڈراتے رہو اور تنبیہ کے واسطے ان سے ڈنڈے کو ختم نہ کرو'' (اصلاح انقلاب)

عورتوں کو اصلاحِ اخلاق کی ضرورت

ہماری عورتوں کے اخلاق نہایت خراب ہیں، ان کو اپنی اصلاح کرانا نہایت ضروری ہے اور یاد رکھو بغیر اخلاق کے درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کچھ کارآمد نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! فلانی عورت بہت عبادت کرتی ہے، راتوں کو جاگتی ہے لیکن اپنے ہمسایوں (پڑوسیوں) کو ستاتی ہے، فرمایا: ''ھی فی النار'' کہ وہ دوزخ میں جائے گی اور ایک دوسرے عورت کی نسبت عرض کیا گیا کہ وہ (زیادہ) عبادت نہیں کرتی مگر ہمسایوں سے حسن سلوک کرتی ہے، فرمایا: ''ھی فی الجنۃ'' کہ وہ جنت میں جائے گی مگر ہماری عورتوں کا سرمایہ بزرگی آج کل تسبیح اور وظیفہ پڑھنا رہ گیا۔ اخلاق کی

طرف بالکل توجہ نہیں حالانکہ اگر دین کا ایک جزء بھی کم ہوگا تو دین ناتمام (ناقص) ہوگا۔ (اصلاح النساء ملحقہ حقوق الزوجین، ص ۱۹۴)

عورتوں کی اصلاح وتربیت کی ضرورت

اولاد کی اصلاح کے لیے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام نہایت ضروری ہے کیونکہ عورتوں کی اصلاح نہ ہونے کا اثر مردوں پر بھی پڑتا ہے کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو مرد ہونے والے ہیں اور ان پر ماؤں کے اخلاق وعادات کا بڑا اثر ہوتا ہے حتی کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عقل ہیولانی کے درجہ سے نکل جاتا ہے تو گو وہ اس وقت بات نہ کر سکے مگر اس کے دماغ میں ہر بات، ہر فعل منقش ہوجاتا ہے۔ اس لیے اس کے سامنے کوئی بات بے جا اور نازیبا نہ کرنی چاہیے بلکہ بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے افعال کا اثر پڑتا ہے، اس لیے لڑکیوں کی تعلیم واصلاح زیادہ ضروری ہے۔ (التبلیغ وعظ الاستماع والاجاع، ص ۱۶۴)

اصلاح وتربیت فرضِ عین ہے

بعض لوگ کو تو سب کے لیے ضروری سمجھتے ہیں مگر تربیت کو سب کے لیے ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ تربیت کی ضرورت علیم سے بھی اہم ہے، درسی تعلیم فرضِ عین نہیں، بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم علوم درسیہ سے خالی تھے مگر ان پر کبھی اس کو لازم نہیں کیا گیا اور تربیت یعنی تہذیب نفس ہر شخص پر فرض عین ہے۔

تعلیم سے مقصود ہی تربیت ہوتی ہے کیونکہ تعلیم تو علم دینا اور تربیت عمل کرانا ہے اور علم سے مقصود عمل ہی ہے اور مقصود کا اہم ہونا ظاہر ہے۔ بہر حال تربیت تعلیم سے اہم ہے، اس سے قطع نظر کرنے کی اور ضرورت نہ سمجھنے کی کسی حال میں گنجائش نہیں۔ (اصلاح انقلاب، ج ۲، ص ۱۹۷)

عورتوں کی اصلاح وتربیت کی اہمیت

زوجین (میاں بیوی) کا تعلق ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت کا سابقہ رہتا ہے اور مرد اپنی مصلحتوں کی وجہ سے قطع تعلق (یعنی اس کو چھوڑنا) پسند نہیں کرتا اور نہ عورتوں کی جہالت کو برداشت کرتا ہے تو یہاں ہمیشہ کے لیے لڑائی جھگڑے کی بنیاد قائم ہوجاتی ہے، جس کے نتائج جانبین (دونوں طرف) کے حق میں برے سے برے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور دونوں کی زندگی موت سے بھی تلخ (بدمزہ) ہوجاتی ہے اور ان سب کا سبب وہی شروع میں اصلاح کی طرف توجہ نہ کرنا ہے لیکن اگر ایسا اتفاق ہوگیا تو یہ نہیں کہ ان لوگوں کو مہمل چھوڑ دیا جائے

بلکہ جب بھی قدرت ہو تب ہی اس کی سعی (کوشش) کرنا ضروری ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ماں باپ یا پرورش کرنے والوں کے ذمہ بچوں کی تعلیم وتربیت ضروری ہوئی اور شوہروں کے ذمہ بیبیوں کی۔ (اصلاح انقلاب، ج ۲، ص ۲۰۱)

عورتوں سے شکایت اور ان کی بدحالی پر افسوس

مجھ کو عورتوں کی غفلت سے شکایت ہے کہ افسوس ان کو دنیا کی تکمیل کا خیال ہے، دین کی تکمل کا قطعاً نہیں، میرا مقصود یہ ہے کہ عورتوں کو دین کی تکمیل سے بھی غافل نہ ہونا چاہیے جیسا کہ ان کو اپنے زیور، کپڑے اور مکان کی ضروریات کی تکمیل سے کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی اور وقتاً فوقتاً مردوں سے اس کے متعلق فرمائشیں کرتی رہتی ہیں اور اگر مرد اختلاف ہونے لگتا ہے۔ مرد یوں کہتے ہیں کہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں اور مستورات کے نزدیک ان کی ضرورت ہو تو ایسے موقع پر عورتیں کہہ دیا کرتی ہیں کہ تم کو ان چیزوں کا تو یہ کہنا صحیح بھی ہوتا ہے کیونکہ واقعی مردوں کو ان ضرورتوں کا پوری طرح علم نہیں ہوتا اور بعض اوقات اس اختلاف کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مردوں میں قناعت کا مادہ عورتوں سے زیادہ ہے۔ مرد تھوڑے سے سامان میں بھی گزر کر لیتا ہے اور عورتوں میں قناعت کا مادہ ہے ہی نہیں۔ ان کی طبیعت میں بکھیڑا بہت ہے۔ ان سے تھوڑے سامان میں گزر ہوتا ہی نہیں جب تک سارا گھر سامان سے بھرا بھرا نظر نہ آئے۔ میرے غرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تکمیل کا تو اس قدر خیال کہ تھوڑے پر قناعت نہیں ہوتی، مردوں سے اختلاف ہونے لگتا ہے تو دین کی تکمیل کا اس قدر خیال کیوں نہیں، اس میں کیوں تھوڑے پر قناعت کر لی جاتی ہے۔

عورتوں کی اصلاح کی ذمہ داری مردوں پر ہے

مرد اپنی بیبیوں کی تو شکایتیں کرتے ہیں کہ ایسی بدتمیز اور ایسی جاہل ہیں مگر وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھیں کہ انہوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ بس یہ اپنی راحت ہی کے ان سے طالب ہیں اور ان کے دین کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جاتا۔ عورتوں کی تو خطا ہے ہی مگر ان کی بے تمیزی میں مردوں کی بھی خطا ہے کہ یہ ان کے دین کی درستی کا اہتمام نہیں کرتے اور ان کے دینی حقوق کو تلف کرتے ہیں۔ ہم بیبیوں کی شکایت تو کرتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بیبیوں کا کون سا حق ادا کیا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک حق یہ تھا کہ ان کے دین کا خیال کرتے، ان کو احکام الٰہیہ بتلاتے۔ دوسرا حق یہ تھا کہ معاشرت میں ان کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرتے، باندیوں اور نوکروں کا سا برتاؤ نہ کرتے مگر ہم نے سب حقوق ضائع کر دیئے۔

فیصل آباد کے قدیم اور تاریخی مدرسہ

بڑھتی ہوئی بجلی کی ضروریات اور مہنگائی کے پیشِ نظر

جامعہ ملیہ اسلامیہ،

مسجد مدرسہ والی، میں

(سولر سسٹم)

کی تنصیب میں تعاون کی ضرورت ہے

شمسی توانائی (سولر سسٹم)

الحمدللہ سولر سسٹم کا ایک حصہ مکمل ہو گیا ہے،

بقایا جات کی ادائیگی کے لئے
بھرپور تعاون کی درخواست ہے

50KW

فوری ضرورت برائے تعاون

6,000,000

ساٹھ لاکھ روپے

تمام حضرات اپنی طرف سے اور عزیز و اقارب مرحومین
کی طرف سے خوب حصہ ڈالیں

مولانا جواد الرحمٰن لدھیانوی مہتمم
مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی نائب مہتمم
جامعہ ملیہ اسلامیہ، محلہ خالصہ کالج، فیصل آباد
041-8711569
0300-9657076

Monthly Magazine

Millia

JAMIA MILLIA ISLAMIA
FAISALABAD PAKISTAN
Reg:M # FD-16

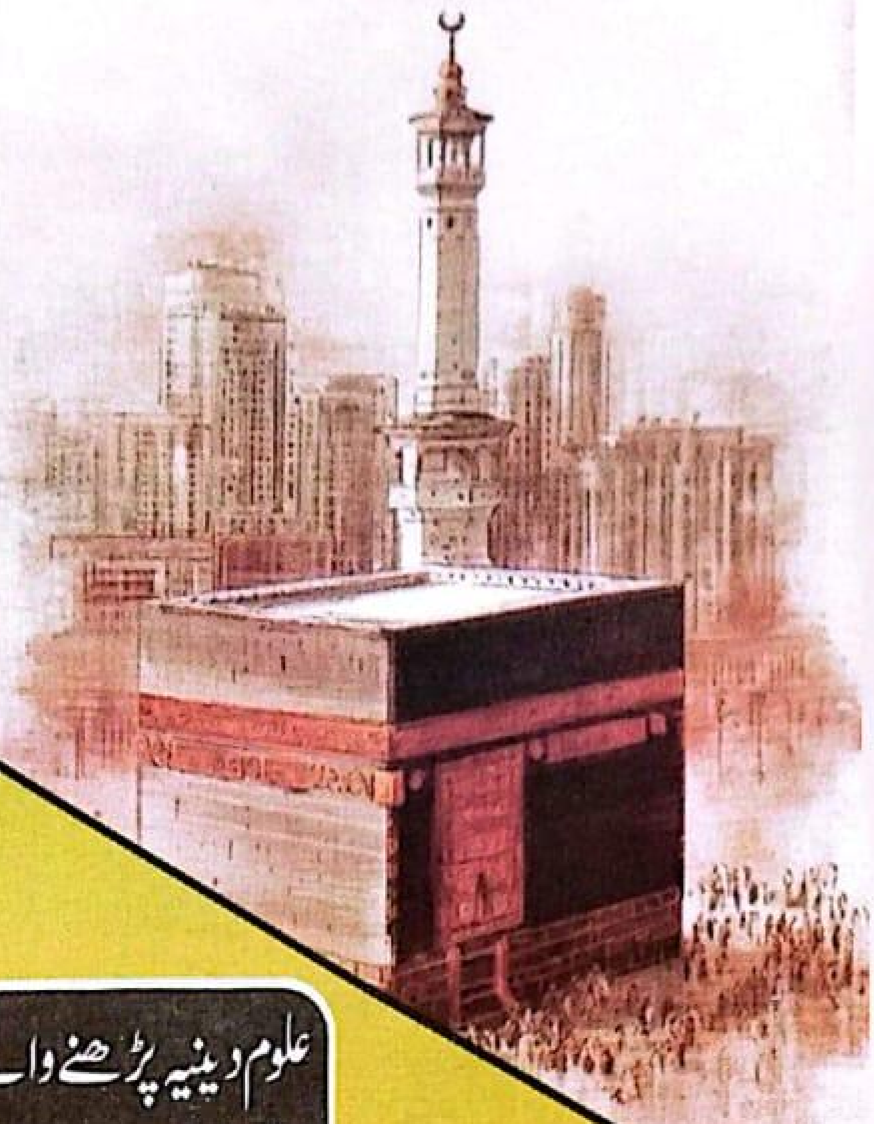

علوم دینیہ پڑھنے والے مسافر طلبا و طالبات
کی خدمت آپ کا دینی و قومی فریضہ ہے

قربانی کی کھالیں

زکوٰۃ | صدقات | صدقاتِ واجبہ | عُشر | عطیہ

کے ذریعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مالی تعاون کے لئے پہلے سے زیادہ فکر فرمائیں اور دیگر احباب کو بھی اس طرف متوجہ فرمائیں اور جامعہ کے مسافر اور مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقف کریں۔

برائے رابطہ:

جامعہ ملیہ اسلامیہ فیصل آباد
محلہ خالصہ کالج، P.O مدینہ ٹاؤن،

Jazz cash
0300-9657076

www.milliafsd.com
041-8711569 0300-9657076